مملکت سعودی عرب

وزارت اعلی تعلیم

امام محمد بن سعود اسلامی یونیورسٹی
رہنماء پیغام

شعبہ علمی تحقیقات

وہ اعمال جو حاجی اور معتمر کے لئے کرنا جائز ہے

تالیف:

ڈاکٹر صالح بن فوزان بن عبد اللہ الفوزان

رکن علماء کمیٹی

۱۴۲۷ھ ـ ۲۰۰۶م

ح: جامعہ اسلامیہ امام محمد بن سعود، ١٤٢٧ھ

شاہ فہد قومی کتبخانے میں طباعت سے متعلق درج تفاصیل

فوازن، صالح بن فوزان بن عبد اللہ

وہ اعمال جو حاجی اور معتمر کے لئے کرنا جائز ہے/ صالح بن فوزان بن عبد اللہ الفوزان؛ ریاض، ١٤٢٧ھ۔

٦١ ص؛ ١٢ * ١٧ سنٹی میٹر۔ [بہ سلسلہ رہنماء پیغامات، ١]

ردمک: ٦-٦٩٦-٠٤-٩٩٦٠

١ – حج ٢– عمرہ الف: عنوان ب: سلسلہ

دیودی ٢٥٢٫٢ ١٤٢٧/٥٠٩٠

اشاعتی نمبر: ١٤٢٧/٥٠٩٠

ردمک: ٦-٦٩٦-٠٤-٩٩٦٠

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طباعت و نشر کے سارے حقوق جامعة إسلامية إمام محمد بن سعود کے لئے محفوظ ہیں۔

پیشِ لفظ

الحمد لله رب العالمين، و الصلاة و السلام على سيد الأنبياء و خاتم المرسلين، نبينا محمد و على آله و صحبه و سلم، و بعد:

جامعہ اسلامیہ امام محمد بن سعود نے رہنمائی پر مبنی کتابچوں کی اشاعت کے اپنے پہلے مراحل میں "وہ اعمال جو حاجی ومعتمر کے لئے کرنا جائز ہے" [تالیف: ڈاکٹر شیخ صالح بن فوزان الفوزان] کے عنوان سے لکھی کتاب کے کچھ اقتباسات شائع کیا تھا، حالانکہ جامعہ کی طرف سے اس کتاب کو کافی اچھی تعداد میں شائع کیا گیا تھا، اور موسمِ حج کے شروعات سے کچھ پہلے اس کی تقسیم عمل میں آئی تھی، اس کے باوجود یہ کتاب بازار سے ختم ہوگئی، اور اندرون و بیرون ملک سے اس کتاب کی اشاعت کی فرمائش بڑھنے لگی؛ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ کتاب اگرچیکہ بہت کم صفحات پر مشتمل ہے، لیکن اس میں لکھی ہوئی باتیں جامع اور آسان فہم تھیں، چنانچہ قارئین کی فرمائش کو مد نظر رکھتے ہوئے جامعہ اسلامیہ امام محمد بن سعود نے کئی مرتبہ اس کو شائع کیا، اور شائع ہونے کے بعد تھوڑی سی مدت کے دوران یہ کتاب بازاروں سے ختم ہوگئی۔ صاحبِ کتاب [اللہ تعالی انہیں اچھا بدلہ دے] نے اپنی کتاب کی بڑھتی ہوئی فرمائش، لوگوں کے لئے اس جیسی آسان فہم رہنمائی کرنے والی کتابوں کی سخت ضرورت، مختلف ممالک میں ہونے والے اس کتاب کے پھیلاؤ، اور اس سے ہونے والے

فائدے کو سامنے رکھتے ہوئے صاحبِ کتاب نے اس کتاب کا مراجعہ کیا، اور ایسی مناسب و معقول زیادتی بھی کی، جو مضمون کے اعتبار سے زیادہ شامل اور فائدے کے اعتبار سے زیادہ کامل ہو۔

جامعہ اسلامہ اس کتاب کی دوبارہ اشاعت کرتے ہوئے خادمِ حرمین شریفین اور ان کی دانشمندانہ قیادت کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کر رہا ہے، جس کے ذریعے اسلام کی، اس کی تعلیمات کی اور اسلامی شریعت کی اشاعت و خدمات میں مسلسل کاوشیں جاری رہیں۔ اللہ تعالی سے یہ امید ہے کہ یہ کتاب اسلامی ممالک کے ہر حاجی اور معتمر کے ہاتھوں تک پہنچے، اور صحیح طریقے سے مناسک کی ادائیگی میں اس سے فائدہ ہو۔ اور اللہ تعالی سے یہ آرزو رکھتے ہیں کہ وہ اس کتاب کو خیر و منفعت کا ذریعہ بنائے، اور دنیا و آخرت میں اس کو ثواب کا سبب بنائے۔

جامعہ اسلامی امام محمد بن سعودی یہ اعلان بھی کرتا ہے کہ ہر وہ ادارہ [چاہے حکومتی ہو یا خانگی] جو اس کتاب کو مفت میں تقسیم کرنے کے لئے چھاپنا چاہتا ہے، تاکہ اس کا فائدہ عام ہو اور ذریعہ ثواب بنے، تو ایسے ادارے کو جامعہ کے ذمہ داران سے بات کرنے کے بعد اس کی پوری اجازت ہوگی۔

اللہ تعالی صاحبِ کتاب کو اچھا بدلہ دے، کہ انہوں نے اللہ کے دین کی طرف دعوت دینے، اس کی عبادت کی طرف رہبری کرنے کے لئے، غلطیوں میں مبتلا رہنے، اور اللہ کے بتائے

ہوئے حدود پار کرنے سے بچانے کے لئے مسلسل کاوشیں صرف کیں۔ اور ہمیں ان با برکت کاوشوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع دے۔ یقینا اللہ تعالی ہی سیدھے راستے کی طرف رہبری کرنے والا ہے۔

ناظم جامعہ اسلامیہ امام محمد بن سعود

ڈاکٹر محمد بن سعد السالم

مقدمہ

الحمد لله رب العالمین، و الصلاۃ و السلام علی نبینا محمد و علی آلہ و صحبہ . . . وبعد!

بعض عوام الناس، اور خصوصی طور پر وہ لوگ جنہوں نے پہلے کبھی حج یا عمرہ نہیں کیا ہے، ایسے لوگ اکثر یہ سوال کرتے ہیں کہ:

وہ اپنے حج یا عمرہ کے درمیان کیا کریں اور کیا کہیں؟ تو ایسے ہی لوگوں کے لئے میں نے یہ ایک چھوٹا سا کتابچہ لکھا ہے، کیونکہ عام انسان کبھی وہ باتیں سمجھ نہیں پاتا ہے، جو علمی انداز میں لکھی جاتی ہیں، اور اس کے لئے صرف اتنا کافی ہوتا ہے کہ اس کے سامنے اعمال کی تفصیل ایسی انداز و اسلوب میں بیان کی جائے، جو وہ سمجھتا ہو۔

پیارے حاجی:

اپنے حج اور عمرے، بلکہ اپنے سارے اعمال میں اللہ تعالی کے لئے اپنی نیت کو خالص کرنے کی پوری کوشش کرو، اور یہ بھی کوشش کرو کہ حج و عمرہ، اور اپنے سارے اعمال اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ادا ہوں، تاکہ آپ کا عمل درست اور قبول ہو۔ ان دو شرطوں [اخلاصِ نیت، اور سنتِ نبوی کی موافقت] کے بغیر کوئِی عمل مقبول نہیں ہے۔ جب حقیقت یہ ہے تو میں آپ کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ آپ حج یا عمرہ کرنے سے پہلے رہنمائی پر مشتمل ان نصیتوں کو پڑھ لیں، شاید کہ آپ کو ان سے فائدہ ہوجائے۔

اسی طرح آپ اس بات کی کوشش کریں کہ حج اور عمرے کے درمیان آپ کے اخراجات کی رقم حلال آمدنی سے کمائی ہوئی ہو؛ اس لئے کہ حدیثِ پاک میں آیا ہے کہ حرام آمدنی سے کیا ہوا حج قبول نہیں ہوتا ہے۔

پہلی بات: احرام:

جان لیں کہ حج یا عمرے کا سب سے پہلا عمل "احرام" ہے، لہذا یہ جاننا ضروری ہے کہ احرام کس مقام سے اور کس وقت باندھا جاتا ہے، احرام باندھنے سے کونسے کام کرنا مناسب ہے، احرام کا مفہوم کیا ہے، اور وہ کتنی قسم کی عبادتیں ہیں جو احرام کے بعد حرام ہوجاتی ہیں، احرام کے وقت اور احرام کے

بعد کونسا ذکر کرنا چاہئے، اور وہ کونسی چیزیں ہیں، جن کا کرنا مُحرِم کے لئے حرام ہوجاتا ہے۔ لہٰذا اگلی سطروں کو توجہ کے ساتھ پڑھیں:

۱- احرام باندھنے کا مقام:

حضور اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے چند مقامات کا تعین کیا ہے، جس سے ہر وہ شخص جو حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتا ہو، اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ ان مقامات سے احرام باندھے بغیر گذرے۔ وہ مقامات یہ ہیں:

۱) ذو الحلیفۃ: [آج کل اس کا نام " ابیار علی" رکھا گیا ہے]، یہ مدینہ منورہ کے باشندوں اور اس سمت سے فضائی یا زمینی سفر کے ذریعے آنے والے دیگر لوگوں کے لئے میقات [احرام باندھنے کا مقام] ہے۔

۲) الجحفۃ: یہ "رابغ" نامی علاقے کے قریب ساحلی راستے پر واقع ایک علاقہ ہے۔ لوگ آج کل "رابغ" ہی سے احرام باندھ لیتے ہیں، جبکہ یہ علاقہ رابغ سے کچھ پہلے ہی آتا ہے۔ یہ میقات مغرب [مراکو]، سوریا، مصر، اور ان ممالک کی سمت سے فضائی، سمندری یا خشکی کے سفر کے ذریعے آنے والے لوگوں کے لئے ہے۔

۳) یَلَمْلَم: [آج کل اس علاقے کا نام "سعدیہ" رکھا گیا ہے]۔ یہ علاقہ ملکِ یمن اور اس سمت سے آنے والے لوگوں کے لئے میقات ہے۔

۴) قرن المنازل:[آج کل اس کا نام "السیل" رکھا گیا ہے]۔ یہ نجد والوں

کے لئے، اور اس سمت سے خشکی یا فضائی سفر کے ذریعے آنے والے لوگوں کے لئے میقات ہے۔

۵) ذات عرق: یہ عراق، اور اس سمت سے خشکی یا فضائی سفر کے ذریعے آنے والے لوگوں کے لئے میقات ہے۔

۶) جس شخص کا گھر ان میقات کے مذکورہ علاقوں کے پاس مکہ مکرمہ سے قریب واقع ہو، تو وہ شخص حج یا عمرے کے لئے اپنے گھر ہی سے احرام باندھے گا۔ ہاں مگر وہ شخص جس کا گھر مکہ مکرمہ ہی میں ہو، تو وہ شخص عمرے کا احرام باندھنے کے لئے حرم سے باہر نکلکر احرام باندھے گا، البتہ حج کا احرام وہ اپنے گھر ہی سے باندھ لے گا۔ اسی طرح وہ شخص جس کا گذر ان میقات کے علاقوں سے ہوا ہو، اور اس کی حج یا عمرہ کرنے کی نیت نہ رہی ہو، پھر بعد میں اس نے ان علاقوں کے پار کرنے کے بعد حج یا عمرہ کا ارادہ کرلیا ہو، تو ایسا شخص اسی جگہ سے احرام باندھے لے گا، جس جگہ اس نے حج یا عمرہ کی نیت کی ہو۔ اب نیت کرنے کے بعد وہ مکہ مکرمہ میں احرام کے بغیر داخل نہ ہو[1]۔

---

[1]: اور جو شخص ان میقات کے علاقوں سے نہ گذرا ہو، تو وہ اس وقت احرام باندھ لے، جب وہ ان علاقوں کی سمت، یا ان کے برابر والے علاقوں سے گذرے۔

۲- حج کے لئے احرام باندھنے کا وقت:

حج کے لئے احرام باندھنے کے مہینوں کا تعین کرتے ہوئے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ: **"الحج اشہر معلومات"**[۱]۔ وہ مہینے یہ ہیں: شوال، ذو القعدۃ، اور ذو الحجۃ کے دس دن، اگر کوئی ان مہینوں کے شروع ہونے سے پہلے حج کے لئے احرام باندھ لے، تو تمام علماء کی متفقہ رائے کے مطابق اس کا حج درست نہیں ہوگا۔

اور اگر کسی نے احرام باندھ لیا، اور دسویں ذی الحجہ کی رات صبحِ صادق سے پہلے عرفات میں قیام کرلیا، تو اس کا حج درست ہوجائے گا، اور جہاں تک عمرے کا سوال ہے، تو اس کے لئے کسی بھی وقت احرام باندھا جاسکتا ہے۔

۳- وہ اعمال جن کا احرام باندھنے سے پہلے کرنا مناسب ہے:

جب احرام باندھنے کی نیت کریں، تو اس سے پہلے آپ کے لئے احرام کی تیاری کرتے ہوئے ان چیزوں کی تیاری کرلینا مستحب ہے، وہ چیزیں یہ ہیں:

أ- اگر ناخن کاٹنے کی ضرورت محسوس ہو، تو ان کو کاٹ لیں، مونچھ چھوٹی کرلیں، ناف کے نیچے اور بغل کے نیچے کے بال صاف کرلیں۔ اور اگر ان ساری چیزوں کو کاٹنے کی ضرورت محسوس نہ ہو، یعنی ان سے کسی قسم

---

[۱]: البقرۃ: ۱۹۷۔

کی تکلیف وغیرہ کا خدشہ نہ ہو، تو انہیں صاف کرنا ضروری نہیں ہے،جیساکہ آپ نے ابھی کچھ ہی روز پہلے ان چیزوں کو صاف کرلیا ہو، تو یہی کافی ہے۔

ب- تمام بدن کو دھوئیں، پسینے کی بُو، اور اپنے بدن سے لگی ہوئی دوسری گندگیوں کو صاف کریں۔ ہاں یاد رکھیں کہ غسل کے وقت پردہ کا خیال رکھنا چاہئے۔ اگر غسل کی گنجائش نہیں ہے، تو اس کی ضرورت نہیں ہے۔

ج- مرد آدمی اپنے تمام سِلِے ہوئے کپڑے،

یا اعضاء کے ناپ کے حساب سے بنے ہوئے کپڑے، جیسے کرتہ، بنیان اور موزے وغیرہ تمام چیزیں اتاردے۔ ایک چادر اور تَہ بَند پہن لے۔ چپل جو چاہے پہن سکتا ہے، اور ٹخنے سے نیچے تک رہنے والے جوتے موزوں کے بغیر پہن سکتا ہے۔ مستحب یہ ہے کہ تَہ بَند اور چادر سفید رنگ کے پاک و صاف ہوں، نئے ہوں یا پرانے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ عورت اپنے چہرے کے لئے خصوصی طور پر بنائے گئے برقعہ اور نقاب اتاردے، اور اس کے بدلے ایک اوڑھنی [ڈو پٹّے] کے ذریعے اپنا سر، اور غیر محرم [اجنبی] لوگوں سے اپنا چہرہ چھپائے، اگر یہ اوڑھنی اس کے چہرے سے چپک جائے، تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ اوڑھنی کے چہرے کو چپکنے سے دور رکھنے کے لئے عورت کا اپنے سر پر کوئی بلند چیز رکھنا، یا پگڑی کی طرح کوئی چیز باندھنا ضروری نہیں ہے، کیونکہ یہ سنت میں شمار نہیں ہے۔

عورت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ احرم کے وقت اپنی ہتھیلیوں میں پہنے ہوئی [کسی بھی قسم کے] دستانے اتاردے۔ نقاب، برقعہ اور دستانوں کے علاوہ عورت کے لئے کوئی بھی ایسی چیز پہننا ممنوع نہیں ہے، جس میں زیب و زینت نہ ہو۔ عورت کے احرام کے لئے کوئی متعین رنگ نہیں ہے، اور بعض عوم الناس یہ جو گمان کرتے ہیں کہ

عورت کے لئے خصوصی طور پر ہرے رنگ کا احرام باندھنا ضروری ہے، اس گمان کی کوئی حیثیت یا حقیقت نہیں ہے، اور اسی طرح بعض لوگوں کا یہ خیال بھی ہے کہ عورت کے لئے سفید رنگ کا احرام باندھنا اس لئے جائز نہیں ہے کہ اس میں مردوں کے ساتھ مشابہت ہوجاتی ہے[1]۔

د۔ غسل کرلینے کے بعد جس طرح کی بھی خوشبو بہ آسانی مل جائے، وہ صرف اپنے بدن پر لگائے، احرام کے کپڑوں پر نہ لگائے، پھر اس کے بعد احرام کی نیت کرلے . . . اور عورت ایسی خوشبو لگائے، جو زیادہ مہکتی نہ ہو۔

۴ : <u>احرام کا مطلب:</u>

اوپر لکھے ہوئے اعمال کی تیاری ختم کرلینے کے بعد آپ احرام باندھ لیں، اور احرام کا مطلب یہ ہوتا ہے:

---

[1]: عورت ہر اس قسم کا احرام باندھ سکتی ہے، جو عام طور پر عورتیں اپنے لئے لباس کے طور پر استعمال کرتی ہیں، بشرطیکہ اس میں زیب و زینت نہ ہو۔

آپ اُس عبادت کو شروع کرنے کی نیت کریں، جو آپ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ جب آپ نے دل ہی دل میں نیت کرلی، اور اپنی زبان سے کچھ نہیں کہا، تو بھی آپ حالتِ احرام میں شمار ہوجائیں گے۔ اگر فرض نمازوں کے بعد احرام کی نیت کی جائے، تو زیادہ بہتر ہے، اور اگر فرض نماز کا وقت نہ ہو، اور آپ نے احرام سے پہلے دو رکعت ادا کرتے ہوئے احرام کی نیت کرلی، تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، ہاں لیکن اتنا یاد رکھیں کہ وہ وقت ممنوعہ اوقات، جیسے فجر اور عصر کی نماز کے بعد کا وقت نہ ہو، کیونکہ ممنوعہ اوقات میں آپ دو رکعت نماز پڑھے بغیر ہی احرام باندھیں گے۔ اگر آپ اپنے کسی مسلمان بھائی کی نیابت میں حج یا عمرہ ادا کررہے ہوں، تو آپ احرام کی نیت اسی شخص کے نام پر کریں، اور اس کے ساتھ ساتھ اگر آپ نے "لبیک اللہم لبیک عن فلان" کہا، تو بھی اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۵: **<u>نُسُک [عبادتِ حج] کی وہ اقسام جن میں سے حاجی جس کے لئے چاہے احرام باندھ سکتا ہے:</u>**

نُسُک کی تین قسمیں ہیں:

"تمتع" یا "قِران" یا "اِفراد"۔ ان اقسام میں سب سے زیادہ افضل تمتع ہے، پھر اس کے بعد قِران، اور اس کے بعد افراد کا درجہ ہے۔

"تمتع" کا مفہوم یہ ہے: آپ حج کے مہینوں کے دوران میقات سے عمرے کے لئے احرام باندھیں، اور جب عمرے کے سارے اعمال سے فارغ ہوجائیں، تو آپ اپنا احرام اتاردیں، پھر اس کے بعد مکہ مکرمہ سے حج کے لئے احرام باندھیں، اور اگر آپ مسجدِ حرام کے باشندے نہ ہوں، تو "تمتع" کی ادائیگی پر ایک جانور کا فدیہ دیں۔

قران: آپ حج اور عمرے کے لئے ایک ساتھ میقات سے احرام باندھیں، یا عمرے کے لئے احرام باندھیں، پھر عمرے کا طواف کرنے سے پہلے اسی میں حج کی نیت کرلیں، اور عید کے دن شیطان کو کنکریاں مارنے تک اپنے احرام ہی میں رہیں، اپنے بال کتروائیں [یا منڈوائیں]، اور "حج تمتع" ادا کرنے والے کی طرف ایک جانور کا فدیہ دیں۔

افراد: آپ صرف حج کے لئے میقات سے احرام باندھیں، اور عید کے دن شیطان کو کنکریاں مارنے تک اپنے احرام ہی میں رہیں، اپنا سر منڈوائیں، [یا بال کٹوائیں]، اور آپ پر کوئی فدیہ واجب نہیں ہوگا۔ اس کے بارے میں مزید تفصیل اگلے صفحات میں بیان کی جائے گی۔

٦: وہ اذکار جو احرام کے وقت اور اس کے بعد کہنا مستحب ہے:

أ- اگر آپ نے "تمتع" کے لئے احرام باندھا ہے، تو آپ کے لئے یہ دعاء کرنا مستحب ہے: "اللهم إني أريد الإحرام بالعمرة متمتعا بها إلى الحج، فيسرها لي و تقبلها مني" [ترجمہ: اے اللہ میں نے عمرے کے لئے احرام باندھا ہے، اور اس کے ساتھ حج کرنے کا بھی ارادہ ہے، لہذا تو میرے لئے اس کو آسان فرما اور میری اس عبادت کو قبول فرما]۔ یا یہ دعاء پڑھے: "لبيك اللهم عمرة متمتعا بها إلى الحج"۔ [ترجمہ: لبیک، اے اللہ میں نے عمرے کے ساتھ حج کرنے کی نیت کی ہے]۔

ب- اگر آپ نے حجِ قران کی نیت سے احرام باندھا ہے، تو یہ دعاء پڑھیں: "اللهم إني أريد الإحرام بالعمرة والحج" [ترجمہ: اے اللہ میں نے عمرے اور حج کے لئے احرام کی نیت کی ہے]۔ یا یہ دعاء پڑھے: " لبيك اللهم عمرة و حجا"۔ [ترجمہ: لبیک، اے اللہ میں نے حج اور عمرہ کی ایک ساتھ نیت کی ہے]۔

ج- اگر آپ نے صرف حجِ افراد کی نیت کی ہے، تو یہ دعاء پڑھیں: "اللهم إلى أريد الإحرام بالحج"، [ترجمہ: اے اللہ میں نے حج کے لئے احرام باندھا ہے]، یا یہ دعاء پڑھے: "لبيك الله حجا". [ترجمہ: اے اللہ میں حج کی ادائیگی کے لئے تیرے دربار میں حاضر ہوں].

اگر آپ اپنے آپ کو بیمار محسوس کررہے ہوں، اور آپ کو یہ خدشہ ہو کہ آپ حج یا عمرہ مکمل ادا نہیں کرسکوگے، تو آپ احرام کی نیت کے دوران شرط لگاتے ہوئے یہ کہ سکتے ہیں کہ: " اگر کسی مجبوری نے مجھے گھیر لیا، تو میرا وہی آخری مقام ہوگا، جہاں پر مجھے مجبوری نے گھیرلیا ہوگا"، اگر آپ اپنی بیماری کی وجہ سے اپنی عبادت پوری کرنے سے عاجز ہوں، تو آپ احرام اتاردیں، اور آپ پر کوئی فدیہ وغیرہ واجب نہیں ہوگا، اس لئے کہ آپ کو وہ حق حاصل ہے، جو آپ نے نیت کے دوران اپنے رب کے ساتھ شرط کے طور کہا تھا، جیساکہ حدیثِ پاک میں اس کی وضاحت آئی ہے. جب آپ احرام کی نیت کرلیں، تو آپ تلبیہ: لبيك اللهم لبيك، لبيك لا شريك لك لا لبيك، إن الحمد و النعمة لا شريك لك لبيك" پڑھیں. مرد حضرات بلند آواز میں اور خواتین پست آواز میں تلبیہ پڑھیں گی.

اہم وضاحتیں:

<u>پہلی وضاحت:</u> عورت کو جب احرام سے پہلے حیض یا نفاس کا خون آجائے، تو وہ غسل کرے گی، پاکی حاصل کرے گی، خوشبو لگائے گی، اور دوسرے عام حاجیوں کی طرح وہ

بھی احرام باندھ لے گی، اور اسی طرح جب حیض یا نفاس کا خون احرام کے بعد آجائے، تو وہ حالتِ احرام ہی میں رہے گی، اور عام حاجیوں کی طرف ساری عبادتیں ادا کرے گی، البتہ وہ طواف نہیں کرے گے، بلکہ وہ خون کے بند ہونے تک طواف کو موخر کرے گی۔ اور جب کوئی خاتون "حج تمتع" کی نیت سے احرام باندھی ہو، اور عرفہ کے دن تک اس کی ماہواری بند نہ ہوئی ہو، تووہ حج کی نیت کرلے گی، اور پھر حج میں عمرے کو شامل کرے گی، اس طرح وہ "حجِ قران" کرنے والے شمار ہوجائے گی۔ یہ خاتون میدانِ عرفہ پہنچ جائے گی، اور وہ سارے اعمال ادا کرے گی، جو عام حاجی ادا کرتے ہیں، البتہ وہ طواف اور سعی نہیں کرے گی، بلکہ ان دونوں عبادتوں کو اپنی ماہواری بند ہونے تک موخر کرے گی۔[1]

دوسری وضاحت: ہوائی جہاز میں سفر کرنے والے حاجی کے لئے یہ ضروری ہے کہ جب وہ میقات کے کسی ایک مقام کے برابر سے گذرنے لگے، تو فضاء ہی میں وہ احرام باندھ لے، اور اس کے لئے جدہ ہوائی اڈے پر اترنے تک احرام کو موخر کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ جدۃ صرف جدۃ کے رہنے والوں کے لئے، اور اس شخص کے لئے ہی میقات کے

---

[1]: چھوٹے بچوں کا خود سے حج یا عمرہ کے لئے احرام باندھنا درست ہے، بشرطیکہ یہ بچے سمجھدار ہوں، اور سمجھدار نہ ہوں، تو اس کا سرپرست اس کی طرف سے نیت کرے گا، اور حالتِ احرام میں جو چیزیں ممنوع ہیں، ان سے بچوں کو دور رکھے گا۔

حکم میں ہے، جو وہاں پہنچنے کے بعد ہی حج یا عمرے کی نیت کیا ہو، دوسرے عام لوگوں کے لئے جدة میقات نہیں ہے۔

اگر ہوائی جہاز پر سوار ہونے سے پہلے ہی غسل کرلیا جائے، پاکی حاصل کرلی جائے، اور اپنے کپڑوں کے نیچے تَہ بَند پہن لیا جائے، پھر جب میقات کے برابر والے علاقے، یا اس کے قریب سے گذر ہو، تو اپنے کپڑے اتارلے، چادر ڈال لے اور احرام کی نیت کرلے، تو زیادہ بہتر ہوگا۔

اگر ہوائی سفر کرنے والے کے ساتھ احرام کے لئے کپڑا نہ ہو، تو وہ پائجامہ/ پنتلون چھوڑکر باقی کپڑے اتارلے، اور ان کپڑوں کو اپنے کندھوں سمیت پیٹھ اور سینے کے اطراف لپیٹ لے، اور احرام کی نیت کرلے۔ اور جب ہوائی اڈے پر اترنے کے بعد جیسے ہی اس کو احرام کا کپڑا نصیب ہوجائے، تو اس کو پہن لے اور اپنا پائجامہ/ پنتلون اتارلے۔

عورت کے احرام کے لئے کوئی مخصوص کپڑے نہیں ہیں، لہذا وہ اپنے بدن کے کپڑوں کے ساتھ ہی احرام کی نیت کرلے، ہاں البتہ وہ برقعہ نکال دے گی، اور اس کے بدلے اوڑھنی/ ڈوپٹے سے اپنا سر ڈھانکے گی، ساتھ ساتھ وہ اپنے ہاتھوں میں پہنے ہوئے دستانے وغیرہ بھی نکال دے گی، جیساکہ پیچھے بھی گذر چکا ہے[1]۔

---

[1]: اور وہ اجنبی مردوں کی نگاہوں سے اپنے ہاتھوں کو چھپانے کے لئے اپنے کپڑوں یا کرتی کا سہارا لے گی۔

تیسری وضاحت: بعض حاجی حضرات جب احرام باندھ لیتے ہیں، تو وہ یاد داشت کے طور پر محفوظ رکھنے کے لئے اپنے آپ کی ایک تصویر لیتے ہیں۔ان حاجیوں کا یہ عمل دو وجہ سے حرام ہے:

پہلی وجہ: تصویر کشی گناہ اور گناہ کبیرہ ہے ۔۔۔[۱]

دوسری وجہ: تصویر کشی کا یہ عمل دکھلاوے میں شمار ہوتا ہے، کیونکہ تصویر لینے والا شخص یہ چاہتا ہے کہ لوگ حالتِ احرام میں لی ہوئی اس کی تصویر دیکھیں۔ دکھلاوا اعمال کو برباد کردیتا ہے، لہذا اے مسلمانو اس سے پرہیز کرو۔

چوتھی وضاحت: کسی شخص کی نیابت میں حج یا عمرہ کرنے والے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ پہلے خود اپنے لئے حج یا عمرہ کرچکا ہو۔

پانچویں وضاحت: بعض حاجی حضرات احرام باندھنے کے بعد اپنا داہنا کاندھا کھلا رکھتے ہیں، ان کا یہ عمل سراسر غلط ہے، اس لئے کہ یہ عمل صرف طواف کے دوران ہی کیا جانا چاہئے[۲]۔

---

[۱]: لہذا ان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ گناہ سے اپنی عبادت کا آغاز کریں۔

[۲]: یہاں مراد وہ طواف ہے، جو حاجی اپنی آمد کے فوری بعد عمرے کے لئے، یا حج کے لئے طوافِ قدوم کرتا ہے۔

۷- وہ اعمال جن کا احرام کی نیت کرلینے کے بعد کرنا حرام ہے:

أ- احرام کی نیت باندھ لینے کے بعد مرد و عورت سب کے لئے ہر قسم کی خوشبو اپنے بدن یا کپڑوں پر لگانا حرام ہے، اور اسی طرح اپنے ارادے سے چاہتے ہوئے خوشبو سونگھنا، اور خوشبو والی چیزیں استعمال کرنا، جیسے خوشبو دار کھانے اور پینے کی چیزیں، خوشبو دار تیل اور صابون استعمال کرنا حرام ہے۔

ب- مرد و عورت سب پر کسی بھی چیز کے ذریعے سے اپنے سر یا بدن کے بال نکالنا، اور ناخن کاٹنا حرام ہے۔

ج- مرد و عورت سب پر کسی بھی آلے کے ذریعے خشکی کے جانوروں کا شکار کرنا، اور شکار کرنے پر کسی دوسری کی مدد کرنا، یا اشارے اور اس کے علاوہ کسی اور چیز کے ذریعے شکار کی رہبری کرنا حرام ہے۔

د- مرد و عورت سب مباشرت [ہمبستری] کرنا اور اس کے اسباب، جیسے منگنی کرنا، عقدِ نکاح کرنا اور اس کے بارے میں بات کرنا حرام ہے۔

ہ- خصوصی طور پر مرد کے لئے کسی ایسی چیز سے اپنا سر ڈھانکنا، جو سر سے چمٹی رہے، جیسے پگڑی، ٹوپی، رومال وغیرہ سے اپنا سر چھپانا حرام ہے، البتہ چھتری

وغیرہ [1] کو سائبان کی طور پر استعمال کرنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

و- خصوصیت کے ساتھ مرد کے لئے سِلے ہوئے کپڑے، جیسے کرتہ، بنیان اور موزے وغیرہ پہننا حرام ہے، اور اپنے اخراجات کی رقم رکھنے کے لئے کمر پر پٹہ باندھنے چشمہ لگانے اور گھڑی[2] پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح چپل، اور ٹخنوں سے نیچے رہنے والے موزے پہننے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے، اور چپل پہننا افضل ہے۔

ز- عورت کے لئے برقعہ، نقاب، اور اس کے چہرے کے ناپ کے حساب سے بنی ہوئی چیزیں پہننا حرام ہے، اسی طرح دستانے پہننا بھی حرام ہے۔ دستانے کہتے ہیں اس چیز کو جو روئی یا اون وغیرہ سے ہتھیلیوں کے ناپ کے حساب سے سِلے یا بُنے جاتے ہیں۔

مسجدِ تنعیم اور جعرانہ میں کی جانے والی غلطیوں پر ایک وضاحت:

۱ – مسجدِ تنعیم میں کی جانے والی غلطیاں:

اکثر حاجی حضرات مسجدِ تنعیم اس عقیدے سے جانے لگے ہیں کہ مسجدِ حرام میں داخلے سے پہلے اس مسجد میں

---

[1]: جیسے گاڑیوں کی چھت یا خیموں سے۔
[2]: اور انگوٹھی۔

نماز پڑھنا مسنون ہے، اور بعض حاجی صاحبان تو کبھی کبھی اپنے راستے میں پڑنے والے میقات میں احرام اس لئے نہیں باندھتے ہیں، تاکہ وہ مسجدِ تنعیم سے احرام باندھیں، اور مکہ مکرمہ میں رہنے والے بعض حضرات تو عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے مسجدِ تنعیم جایا کرتے ہیں، کیونکہ ان حاجی حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ مسجدِ تنعیم کو ایک خصوصی فضیلت حاصل ہے، جس کی وجہ سے وہ یہاں بکثرت جایا کرتے ہیں۔ اسی عقیدے کو سامنے رکھتے ہوئے یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اس مسجد کو دیگر مساجد کے مقابلے میں کوئی خصوصی فضیلت یا شرف حاصل نہیں ہے، لہذا مذکورہ عقیدے کی بناء پر یہاں جانا بدعت میں شمار ہوگا، کیونکہ نبئ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "جو شخص ایسا کوئی کام کرے، جو ہمارے بتائے ہوئے امور میں سے نہ ہو، تو اس کا یہ عمل ناقابلِ قبول ہے"۔

مسجدِ تنعیم کو قصداً جانا، اور بکثرت یہاں پہنچنا نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل تھا، اور نہ آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا، بلکہ یہ مسجد تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود ہی نہیں تھی۔ یہ مسجد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بعد بنائی گئی، اور اس کا نام مسجدِ عائشہ رکھا گیا، اور اس مسجد کا یہ نام رکھنے کی صرف وجہ یہ تھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس مقام سے احرام باندھا تھا ۔ ۔ ۔ ۔

اس مقام سے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ واقعہ ہوا تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ یہ اصرار کیا کہ وہ انہیں حج کے بعد عمرہ کرنے کی اجازت دیں، اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے علیحدہ طور پر عمرہ نہیں کیا تھا، کیونکہ انہوں نے ماہواری کی وجہ سے حج کے ساتھ ملاکر عمرہ کیا تھا، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ عمرہ کرنے کی اجازت مانگی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ مسجدِ تنعیم جائیں، اور وہاں سے عمرے کے لئے احرام باندھ لیں، کیونکہ یہ سب سے زیادہ قریبی مقام تھا، اور یہاں سے احرام باندھنا ان کے لئے بہت زیادہ آسان تھا۔ اس مقام کو دیگر حرم کے باہر کے علاقوں پر کوئی خاص فضیلت حاصل نہیں ہے، اور بعض لوگ یہ جو عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس مقام کو دیگر مقامات پر فضیلت حاصل ہے، ان کا یہ عقیدہ بنا کسی شک و شبہ کے سراسر غلط ہے ۔ ۔

لہذا اس عقیدے سے مسجدِ تنعیم جانا بدعت ہے، اور جس شخص نے میقات سے احرام باندھنا چھوڑکر مسجدِ تنعیم سے احرام باندھے، ایسا شخص حرام کام کرنے والا اور حج یا عمرے کے واجبات میں سے ایک واجب کو چھوڑنے والا شمار ہوگا، اور اس پر ایک فدیہ واجب ہوگا، یعنی وہ ایک بکری ذبح کرے گا، اور مکہ مکرمہ کے غریبوں کے درمیان اس کا گوشت تقسیم کرے گا، اور یہ شخص میقات سے احرام نہ باندھنے کی وجہ سے گنہگار بھی ہوگا، اور اس پر اپنے کئے پر توبہ کرنی

ہوگی، اور ہم نے ابھی جو اوپر فدیے کے بارے میں کہا تھا، وہ فدیہ تو اس پر واجب ہی ہے۔

اور جو شخص مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد مسجدِ حرام نہ جائے، اور مسجدِ حرام جانے سے پہلے مسجدِ تنعیم پہنچکر وہاں نماز ادا کرے، تو ایسا شخص بڑا گنہگار ہے؛ کیونکہ احرام باندھنے والے شخص کے لئے مسنون یہ ہے کہ وہ مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد مسجدِ حرام جائے، کعبۃ اللہ کا طواف کرے، اور اگر معتمر ہو تو صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے، یا اگر حجِ قران یا حجِ افراد کرنے والا ہو تو طوافِ قدوم کرے، نہ مسجدِ تنعیم جائے اور نہ کوئی اور مسجد۔ اور حج سے پہلے یا حج کے بعد، یا موسمِ حج کے علاوہ دیگر اوقات میں عمرے کا دوبارہ احرام باندھنے کے لئے مسجدِ تنعیم جانا نامناسب اور خلافِ افضل ہے، اس لئے کہ حرمِ مکی میں رہنا، اس میں نمازیں پڑھنا، اور کعبۃ اللہ کا نفل طواف کرنا تنعیم یا اس کے علاوہ دیگر مقامات سے عمرے کے لئے دوبارہ احرام باندھنے سے افضل ہے۔ [اللہ تعالی زیادہ بہتر جانتا ہے]۔

۲ : مسجدِ جعرانہ میں کی جانے والی غلطیاں:

"الجعرانۃ": جیم کے نیچے زیر، عین پر جزم اور راء کی تخفیف [یعنی بغیر تشدید] کے ساتھ، کبھی کبھی عین کے نیچے زیر اور راء کی تشدید کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے، یہ دونوں لغات اس میں جاری ہیں، لیکن راء کی تخفیف کے ساتھ پڑھنا ہی زیادہ درست ہے۔ یہ مقام مکہ مکرمہ اور طائف کے

درمیان ایک علاقے کا نام ہے، جو مکہ مکرمہ سے زیادہ قریب ہے۔ نہ اس مقام کی اور نہ اس مقام پر بنائی گئی مسجد کی دیگر حرمِ مکی سے باہر بنائی گئی مساجد کے مقابلے کوئی خصوصی فضیلت ہے، جیساکہ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے۔ اور یقیناً آپ صلی علیہ وسلم جب حُنَین سے تشریف لارہے تھے، تو آپ کے مکہ مکرمہ جانے کے راستے میں یہ مقام آگیا تھا، اور آپ نے یہاں سے احرام باندھ لیا، اس لئے کہ آپ نے اسی مقام سے عمرے کی نیت کی تھی، کیونکہ وہ مکہ مکرمہ کے راستے میں پڑ رہا تھا۔

نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کبھی جعرانہ سے احرام باندھنے کی نیت سے، یا اس میں نماز پڑھنے کی نیت سے نکلا ہے۔ اب یہ جو بعض لوگ مکہ مکرمہ سے نکلکر جعرانہ جارہے ہیں، تاکہ وہاں سے عمرے کے لئے احرام باندھیں، یا اس میں نماز ادا کریں، ان کا یہ عمل نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اور نہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کبھی کیا ہے، اور نہ قابلِ اعتبار علماء نے اس کو اچھا سمجھا ہے۔ یہ عمل تو بعض عام لوگوں کا ہے، جن کا یہ گمان ہے کہ سنت یہی ہے، جبکہ یہ سنت میں شمار ہی نہیں ہے، کیونکہ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام سے اس وقت احرام باندھا، جبکہ آپ مکہ مکرمہ داخل ہورہے تھے، اور سنت یہی ہے کہ جب کوئی طائف یا اس کے قریب والے علاقوں سے مکہ مکرمہ میں داخل ہو، تو

وہ جعرانہ یا اس کے علاوہ ان مقامات سے احرام باندھے، جو اس کے راستے میں حدودِ حرم سے قریب میں ہوں۔

دوسری بات: وہ اعمال جو مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد کئے جاتے ہیں

١ – حجِ تمتع کرنے والے حاجی کے اعمال:

جب آپ مکہ مکرمہ پہنچ جائیں، اور آپ نے حجِ تمتع کی نیت کر رکھی ہو، تو آپ عمرہ کے مناسک ادا کریں گے، یعنی کعبۃ اللہ کے سات طواف عمرہ کی نیت سے کریں گے، ہر طواف حجرِ اسود سے شروع کرتے ہوئے اسی پر ختم کریں گے۔ جب آپ کے سات طواف ہوجائیں، تو آپ مطاف [طواف کے مقام] سے باہر نکل جائیں گے، اور دو رکعت نماز پڑھیں گے، اس سلسلے میں افضل یہ ہے کہ اگر ہوسکے تو مقامِ ابراہیم پر یہ نماز ادا کریں، ورنہ مسجدِ حرم کے کسی بھی مقام پر پڑھ لیں، اس کے بعد مستحب یہ ہے کہ زمزم کا پانی پیا جائے، پھر صفا کا رخ کیا جائے، اور صفاء اور مروہ کے درمیان سعی کی جائے، اس طور پر کہ پہلی سعی صفا سے شروع کریں، اور مروہ پر ختم کریں، اور دوسری سعی مروہ سے شروع کریں اور صفاء پر ختم کریں، اور اسی طرح باقی سات سعی مکمل کریں۔ یاد رہے کہ آپ کا صفاء سے مروہ کی طرف جانا ایک سعی میں شمار ہوتا ہے، اور اسی طرح مروہ سے صفاء کی طرف جانا دوسری سعی میں شمار ہوتا ہے۔

اس کے بعد مرد حضرات اپنے سر کے سارے بالوں کو چھوٹا کروائیں، اور عورت

اپنے لٹکے ہوئے بالوں میں سے ایک چیونٹی کی مقدار میں اپنے بال کٹوائے، چاہے اس کے بالوں کی چوٹی بنی ہوئی ہو یا کھلے ہوں۔ اس طرح یہاں پر عمرہ مکمل ہوجاتا ہے۔ اب آپ اپنا احرام اتار سکتے ہیں، اور آپ کے لئے وہ ساری چیزیں حلال ہوجاتی ہیں، جو حالتِ احرام میں آپ حرام تھیں۔

فائدہ: عمرے کے ارکان: احرام، طواف اور سعی۔

عمرے کے واجبات: عمرے کا احرام کسی معتبر مقامِ میقات سے باندھنا، اور بال منڈوانا یا چھوٹے کروانا۔

۲- <u>حج قران اور حجِ افراد کرنے والے حاجی صاحبان کے اعمال:</u>

جب آپ مکہ مکرمہ حجِ قران یا حجِ افراد کی نیت سے پہنچیں، تو آپ کے لئے مستحب یہ ہے کہ طوافِ قدوم کی نیت سے کعبۃ اللہ کا طواف کریں، اور اس کے بعد طواف کی دو رکعت ادا کریں، پھر اگر آپ حجِ قران کرنے والے ہوں، تو قران کی سعی، یا حجِ افراد کرنے والے ہوں، تو اس کی سعی مقدم کرتے ہوئے طوافِ قدوم کے بعد کرنا چاہیں، تو آپ کے لئے اس طرح کرنا جائز ہے، اور اگر آپ چاہیں تو اس کو موخر کرتے ہوئے طوافِ افاضہ کے بعد بھی کرسکتے ہیں، پھر آپ طوافِ قدوم کرلینے کے بعد میقات سے باندھے ہوئے اپنے احرام میں عید کے دن تک باقی رہیں گے۔

اہم وضاحتیں:

پہلی وضاحت: طواف کے درست ہونے کے یہ چند شرائط ہیں: نیت کرنا، اور نیت کا مقام دل ہے، زبان سے نیت نہ کریں۔ پاک ہونا اور سترِ عورت کا چھپانا۔ مکمل سات مرتبہ کعبے کا طواف کرنا۔ ہر طواف حجرِ اسود سے شروع ہوکر حجرِ اسود ہی پر ختم ہو۔ کعبۃ اللہ کو اپنے بائیں جانب میں رکھیں۔ حجرِ اسماعیل کے پیچھے سے طواف کریں، اگر آپ نے حجرِ اسماعیل کو پار کردیا، [یعنی اس کے سامنے سے طواف کرلیا]، تو آپ کا ایک چکّر پورا نہیں ہوگا، کیونکہ حجرِ اسماعیل کا زیادہ تر حصہ کعبۃ اللہ میں شمار ہوتا ہے۔

دوسری وضاحت: طوافِ عمرہ اور طوافِ قدوم میں مستحب یہ ہے کہ مرد آدمی اپنا داہنا کندھا باہر [احرام سے] باہر نکالے، اور اگر ہوسکے تو پہلے کے تین چکّر اکڑ کر[تَنکر] چلے، اس طرح سے کہ قدموں کو نزدیک نزدیک رکھتے ہوئے تیز چلنے کی کوشش کرے۔

تیسری وضاحت: طواف اور سعی کے لئے کوئی خصوصی دعاء نہیں ہے، بلکہ ان دونوں عبادتوں کے درمیان جو دعاء بہ سہولت یاد آجائے، وہ دعاء پڑھ لے، یا سبحان اللہ، لا الہ الا اللہ، اور اللہ اکبر کہتا رہے۔ یا پھر قرآن کے آیتوں کی تلاوت کرے۔ حجرِ اسود کے پاس بھیڑ بھاڑ اکٹھا کرنے سے بچیں۔ بلکہ اگر ہوسکے تو اپنے ہاتھ سے اس کو چھوئے اور اس کا

بوسہ لے، ورنہ اس کے برابر کھڑے ہوکر دور ہی سے اس کی طرف اشارہ کرلینا کافی ہے۔ رکنِ یمانی کو چھوئے، اس کا بوسہ نہ لے، اور اگر اس کو چھونا ناممکن ہو، تو آگے بڑھ جائے، اس کی طرف اشارہ کرنے کے بھی ضرورت نہیں ہے۔

چوتھی وضاحت: سعی کے درست ہونے کے لئے نیت کرنا، طواف کے بعد سعی کرنا، اور مکمل سات بار سعی کرنا ضروری ہے۔ سات مرتبہ میں سے ہر سعی صفاء اور مروہ کے درمیان مکمل طور پر کی جائے۔

پانچویں وضاحت: جب نماز کے لئے اقامت دی جائے، اور حاجی طواف یا سعی میں مصروف ہو، تو وہ اپنا طواف یا سعی اسی جگہ پر روک دے گا، اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے گا، پھر جب سلام پھیرنے کے بعد نماز سے فارغ ہوجائے، تو پھر اپنے طواف یا سعی[1] کو وہیں سے شروع کرے، جہاں پر اس نے اپنی عبادت روکی تھی۔

۳- ترویہ کے دن کے اعمال:

ترویہ کا دن ذی الحجہ کے آٹھویں دن کو کہتے ہیں۔ اس دن حجِ تمتع کرنے والا وہ شخص جس نے اپنے عمرے کا احرام کھول دیا ہو، اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ چاشت کے وقت حج کے لئے احرام باندھ لے۔ احرام باندھنے سے پہلے یہ وہی اعمال کرے گا، جس طرح اس نے میقات کے مقام پر کیا تھا،

---

[1]: یعنی جس چکّر پر روکا تھا، اس کی ابتداء سے۔

یعنی پاکی حاصل کرے گا، غسل کرے گا، اور خوشبو لگائے گا، پھر اس کے بعد وہ اسی مقام پر احرام باندھ لے گا، جہاں اس کی رہائش ہو۔ لیکن حجِ قران یا حج افراد کرنے والا شخص میقات سے حالتِ احرام ہی میں باقی رہیں گے۔ سارے حاجی [حج تمتع، یا حج قران یا حج افراد کرنے والے] ظہر سے پہلے پہلے منی کی طرف نکل پڑیں گے، طواف کی غرض سے وہ کعبۃ اللہ نہیں جائیں گے، بلکہ اپنے گھر سے سیدھے منی کی طرف جائیں گے، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء یہ ساری نمازیں ان کے اوقات میں پڑھیں گے، اور چار رکعت والی نمازوں کو دو دو کرکے قصر کے ساتھ پڑھیں گے۔ نویں ذی الحجہ کی رات منی میں گذاریں گے، اور یہیں پر نمازِ فجر ادا کریں گے۔ نویں رات ذی الحجہ میں گذارنا سنت ہے، اگر کوئی نہ بھی گذارے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جو شخص "ترویۃ" کے دن سے پہلے منی پہنچ جائے، تو وہ ترویہ کے دن منی ہی سے دیگر لوگوں کی طرح چاشت کے وقت احرام باندھ لے گا اور اپنے گھر ہی پر رہے گا۔

۴- <u>وقوفِ عرفہ اور اس کے اعمال:</u>

جب نویں ذی الحجہ کا سورج طلوع ہوجائے، تو سارے حاجی صاحبان بڑے سکون و وقار اور تلبیہ پڑھتے ہوئے منی کی طرف نکل پڑیں۔ جب منی پہنچ جائیں، تو میدانِ منی کے حدود کے بارے میں یقینی علم حاصل کرلیں، پھر اس میں قیام کریں۔ میدانِ منی میں جہاں بھی میسر ہو قیام کرلے۔ منی پہاڑ کی

طرف جانا، اس کو دیکھنا اور اس پر چڑھنا ضروری نہیں ہے۔ جب سورج کا زوال ہونا شروع ہوجائے، ظہر اور عصر کی نماز کو "جمعِ تقدیم" کی شکل میں دو دو رکعت قصر کی نیت سے ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا کرے۔ پھر دعاء اور اللہ تعالی کے سامنے عاجزی و انکساری کے لئے اپنے آپ کو فارغ کرلیں، دعاء کے وقت قبلہ رُخ کرلیں۔ سورج ڈوبنے تک دعاء و گریہ زاری میں مشغول رہیں، پھر جب سورج ڈوب جائے، مزدلفہ کی طرف نکل پڑیں، اور

جو شخص سورج ڈوبنے سے پہلے واپس لوٹ جائے، اور عرفہ سے نکل پڑے، تو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ واپس یہاں پہنچے، اور سورج ڈوبنے تک یہیں رُکا رہے۔ اگر واپس نہ لوٹے، تو وہ گنہگار ہوگا اور اس پر فدیہ واجب ہوگا۔ جب حاجی صاحبان سورج ڈّوبنے کے بعد میدانِ عرفات سے واپس لوٹنے لگیں، تو ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ سکون و وقار کا مظاہرہ کریں، اور تلبیہ اور استغفار میں مشغول رہیں۔

اہم وضاحت:

جو شخص سورج ڈوبنے کے بعد ہی میدانِ عرفات پہنچا ہو، تو اس کے لئے چند لمحات کے لئے یہاں رکنا بھی کافی ہے، یہاں تک کہ اگر وہ یہاں سے گذر بھی جائے تو کافی ہے، اور عید کی رات صبحِ صادق کے طلوع ہوتے ہی وقوفِ عرفات کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔

۵- مزدلفہ میں شب گذاری:

جب حاجی صاحبان مزدلفہ پہنچے، تو وہ لوگ مغرب اور عشاء کی نماز اکٹھا کرتے ہوئے ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا کریں گے، جس میں عشاء کی نماز قصر کرتے ہوئے صرف دو رکعت پڑھی جائے گی۔ پھر وہ مزدلفہ میں اترکر یہاں رات گذاریں گے۔ جب آدھی رات گذرجائے، تو کمزور عورتوں، بچوں، بڑی عمر کے لوگوں، اور ضرورتمند اچھی صحت رکھنے والے لوگوں کے لئے ان کمزوروں کی خدمت کی غرض سے مزدلفہ سے منی کی طرف منتقل ہوجانا جائز ہے، جہاں تک وہ صحتمند/ طاقتور لوگ ہیں، جن کے ساتھ کوئی کمزور شخص نہیں ہے، تو ان کے حق میں زیادہ احتیاط کا پہلو یہ ہے کہ وہ لوگ فجر کے وقت تک مزدلفہ میں شب گذاریں، پھر ابتدائی اوقات میں فجر کی نماز پڑھیں، اور سورج طلوع ہونے تک اللہ تعالی کے دربار میں گریہ و زاری اور دعاء میں مصروف ہوجائیں۔ اس کے بعد سارے حاجی حضرات سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے منی کی طرف چل پڑیں۔ یاد رہے کہ آدھی رات گذرنے سے پہلے پہلے مزدلفہ سے نکل پڑنا جائز نہیں ہے۔ جو شخص آدھی رات سے پہلے مزدلفہ سے چل پڑے، تو وہ گنہگار ہوگا، اور اگر وہ واپس لوٹ نہ آئے، تو اس پر ایک فدیہ واجب ہوگا؛ کیونکہ مزدلفہ میں رات گذارنا حج کے واجبات میں سے ایک واجب ہے، اور رات گذارنے کی کم از کم مقدار آدھی رات تک ٹہرنا ہے۔ اور جو شخص آدھی رات کے بعد

مزدلفہ پہنچے، تو اس کے لئے تھوڑا وقت بھی، یہاں تک مزدلفہ سے گذرنا بھی کافی ہوگا۔

٦- عید کے دن کئے جانے والے حج کے اعمال:

جب حاجی مزدلفہ سے منی کی طرف نکل پڑے، تو وہ مزدلفہ سے، یا اپنے راستے سے شیطان کو مارنے کے لئے سات کنکریاں اٹھالے۔ ہر کنکر چَنے کے دانے سے تھوڑا بڑا ہونا چاہئے، جب حاجی صاحبان منہ پہنچ جائیں، تو ان کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے بڑے شیطان کو کنکریاں مارے۔ سات کنکر لگاتار مارے، ہر کنکر مارتے وقت اپنا ہاتھ اٹھائے، اور "اللہ اکبر" کہے۔ یہاں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ہر کنکر شیطان کے ارد گرد بنے ہوئے حوض میں گرنا چاہئے، ہاں اس میں کوئِی حرج نہیں کہ حوض میں گرنے کے بعد کنکر حوض ہی میں رہ جائے، یا باہر نکل جائے، "جمرہ عقبہ" کو کنکری مارنے کا وقت دسویں ذی الحجہ کی آدھی رات سے شروع ہوتا ہے، اور اُس دن کے سورج غروب ہونے تک باقی رہتا ہے۔ صحتمند/ طاقتور لوگوں کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ دسویں ذی الحجہ کے دن سورج طلوع ہونے کے بعد کنکریاں مارے۔ "جمرہ عقبی" کو کنکریاں مارنے کے بعد ہر وہ شخص جس پر قربانی واجب ہو، جیسے مثال کے طور پر کوئی حجِ تمتع یا حجِ قران[1] کرنے والا ہو، تو وہ اپنی قربانی ذبح کرلے۔ قربانی کا وقت عید کے دن سورج نکلنے کے بعد سے

---

[1]: یہی حکم نفل قربانی کرنے والے کے لئے بھی ہے۔

شروع ہوتا ہے، اور تیرہویں تاریخ کے سورج غروب ہونے تک باقی رہتا ہے، یعنی عید کا ایک دن، اور اس کے بعد کے تین دن قربانی کا وقت ہے۔ مستحب یہ ہے کہ اپنی قربانی کا گوشت خود بھی کھائی، لوگوں کو ہدیے کے طور پر پیش کریں، اور صدقہ بھی کریں۔ قربانی ذبح کرنے کے بعد اپنا سر منڈوائے، یا اپنے سر کے سارے بالوں کو چھوٹا کروائے۔ عورت کے حق میں صرف بال چھوٹا کروانے کا حکم ہے، اس طور پر کہ وہ اپنی چوٹیوں میں سے ہر چوٹی کے بال چیونٹی کے مقدار میں کٹوائے، یا اگر اس کی چوٹیاں نہ ہوں، تو وہ اپنے بالوں کو اکٹھا کرکے ان کے کناروں سے چیونٹی کے مقدار میں اپنے بال کٹوائے۔ آج کے دن جب حاجی "جمرہ عقبی" کو کنکریاں مار لے، اپنے سر کے بال منڈوالے، یا چھوٹے کروالے، تو وہ اپنا احرام اتار سکتا ہے، پھر اس کے احرام باندھنے کی وجہ سے جو چیزیں حرام تھیں، جیسے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا وغیرہ، یہ سب چیزیں حلال ہوجائیں گے، لیکن ہاں ابھی ابھی اس کے لئے طوافِ افاضہ [طوافِ وداع] کرنے تک اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستری کرنا حلال نہیں ہوگا۔ پھر کنکریاں مارنے، جانور ذبح کرنے، اور اپنے بال منڈوانے یا چھوٹے کروانے کے بعد اگر وہ آسانی اور سہولت کے ساتھ مکہ مکرمہ جاسکتا ہے، تو جائے، طوافِ افاضہ کرے، اور وہ اگر حجِ تمتع کررہا ہو، تو طوافِ افاضہ کے بعد سعی کرے، اسی طرح اگر حجِ قران یا حج افراد کرنے والا ہو، اور طوافِ قدوم کے بعد سعی نہ کی ہو، تو وہ

بھی سعی کرے۔ آج کے دن طواف[1] کرنا افضل ہے، لیکن اگر حاجی چاہے تو اس کو موخر کرسکتا ہے۔ اس طواف کا وقت دسویں ذی الحجہ کی آدھی رات سے شروع ہوتا ہے، اور اس کا وقت ختم ہونے کی کوئی مدت نہیں ہے، لیکن افضل یہ ہے کہ اس طواف کو ایامِ تشریق کے دنوں سے زیادہ دنوں تک موخر نہ کرے۔ ۔ ۔

اہم وضاحتیں:

١) ان چار عبادتوں کی ترتیب عید کے دن نیچے لکھے ہوئے طریقے پر ہوگی: پہلے رمئ جمرات، پھر قربانی، پھر بال کا منڈوانا یا کتروانا، پھر طوافِ افاضہ کرنا، اور اس طواف کے بعد سعی کرنا افضل ہے۔ اور اگر ان میں سے بعض اعمال کو دیگر بعض پر مقدم کردے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے[2]۔

٢) جب تین چیزیں مکمل طور پر ادا کردی جائیں، تو حاجی کے لئے احرام باندھنے کی وجہ سے حرام ہونے والی ساری چیزیں، یہاں تک اپنی بیوی سے ہمبستری کرنا بھی حلال ہوجائے گا، وہ تین چیزیں یہ ہیں: رمئ جمرات، بال بنوانا، طوافِ افاضہ کرنا اور اس کے بعد سعی کرنا، جبکہ حاجی کے حق میں سعی باقی ہو۔ اور جب صرف دو چیزیں

[1]: یعنی طوافِ افاضہ [طوافِ وداع] کرنا۔
[2]: مثال کے طور پر رمئ جمرات سے پہلے طواف کرلے، یا رمئ جمرات سے پہلے بال بنوالے۔

اد کرے، تو احرام باندھنے کی وجہ سے حرام ہونے والی ساری چیزیں، سوائے بیوی کے ساتھ ہمبستری کے، حلال ہوجاتی ہیں۔

۳) حج کے لئے اسی جانور کا ذبح کرنا ضروری ہے، جو قربانی کے لئے ذبح کیا جاتا ہے، یعنی جانور شریعت کی طرف سے متعین کردہ عمر کا ہو، اور وہ شرعی عمر بھیڑ کے لئے چھ مہینے، بکری کے لئے چھ مہینے، گائے کےلئے دو سال، اور اونٹ کے لئے پانچ سال ہے۔ بکری اور بھیڑ میں صرف ایک حاجی کا حصہ ہوگا، جبکہ گائے اور اونٹ سات حاجیوں کی طرف سے کافی ہوگی۔ جانور کا عیب سے پاک ہونا، جیسے بیماری، بڑھاپے، کمزوری، کانا پَن، اندھا پَن، لنگڑا پَن، اور جسم کے اعضاء کے کناروں کے کٹے ہونے سے پاک ہونا ضروری ہے۔ حاجی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنا جانور ذبح کرے، اور اس کو یونہی پھینک گے، بلکہ وہ قربانی کا اچھا اہتمام کرتے ہوئے خود بھی اس کا گوشت کھائے، اور مستحق لوگوں کے درمیان اس کو تقسیم کرے، یا پھر جانور ذبح کرنے کے بعد مستحق لوگوں کو سونپ دے، یا ایسے شخص کو اس کی ذمہ داری سونپے، جو یہ کام بخوبی نبھاسکتا ہو۔

۴) جس شخص کے لئے جانور حاصل کرنا مشکل ہو، تو دس دن روزے رکھے، جن میں سے تین دن ایامِ حج میں رکھے، اور افضل یہ ہے کہ عرفہ کے دن سے پہلے پہلے

یہ روزے رکھ لے۔ یہ روزے ایامِ تشریق: گیارہ بارہ اور تیرہوں ذی الحجہ کے دن بھی رکھنا جائز ہے۔ اور باقی سات روزے اپنے وطن واپس لوٹنے کے بعد رکھ لے۔

۷ – ایام تشریق اور اس میں کئے جانے والے اعمال:

ایامِ تشریق: وہ گیارہوں، بارہویں اور تیرھویں ذی الحجہ کو کہتے ہیں۔ ان تین دنوں کے دوران حاجی کے لئے دو چیزیں کرنا واجب ہے:

۱) ان تین دنوں کی راتیں منی میں گذارے، اس طور پر کہ جس قدر ہوسکے ان تین راتوں کا اکثر وقت منی میں گذارے، کیونکہ منی میں رات گذارنا حج کے واجبات میں شمار ہے۔ اگر کوئی کسی عذر کے بغیر منی میں رات نہ گذارے، تو وہ گنہگار ہوگا اور اس پر فدیہ واجب ہوگا۔

۲) ان تین دنوں کے دوران ہر دن سورج کے زوال کے بعد تینوں شیطانوں کو کنکر مارے، اور ہر چار رکعت والی نماز کو قصر کرتے ہوئے ساری نمازیں اپنے اپنے وقت پر ادا کرے، اور کوئی نماز دوسری نماز کے ساتھ اکٹھا نہ کرے۔

۸- شیطان کو کنکری مارنے کا طریقہ:

گیارہوں ذی الحجہ کے دن جب سورج کا زوال ہونے لگے، تو وہ جس مقام پر اس کی رہائش ہے، اسی مقام سے، یا راستے پر سے اپنے ساتھ اکّیس [۲۱] کنکریاں لے لے۔ جن میں سے ہر کنکر چَنے کے دانے سے تھوڑا بڑا ہو، پھر منیٰ کے فوری بعد پڑنے والے "جمرہ صغری" پہنچکر اس کو لگاتار سات کنکریاں مارے، ہر کنکر مانے کے وقت اپنا ہاتھ اٹھائے، اور "اللہ اکبر" کہے۔ اس بات کا خیال رکھیں کہ ہر کنکر "جمرہ" کے حوض میں گرنا چاہئے۔ پھر اس کے بعد "جمرہ وسطی" پہنچکر اسی طرح سات کنکریاں مارے، پھر "جمرہ کبری" پہنچکر اوپر بتائے ہوئے طریقے کے مطابق سات کنکریاں مارے۔ بارہویں ذی الحجہ کے دن بھی سورج کے زوال کے بعد اسی طرح کرے، اس کے بعد رمئ جمرات کے بعد جلدی جانا چاہتا ہو، اور منی سے سورج کے غروب ہونے سے پہلے ہی نکلنا چاہتا ہو، تو اس کو اس بات کا اختیار حاصل ہے۔ اگر اس کے نکلنے سے پہلے بارہویں ذی الحجہ کا سورج ڈوب جائے، تو پھر اس کے لئے تیرہویں رات منی میں گذارنا، اور تیرہویں ذی الحجہ کے دن سورج کے زوال کے بعد تینوں جمرات کو کنکری مارنا واجب ہوگا۔ اس عمل کو "تاخیر" کا نام دیا جاتا ہے، اور یہ عمل "جلدی" کرنے سے افضل ہے۔ کنکری مارنے کی طاقت نہ رکھنے والے شخص، جیسے بیمار، حاملہ عورت، بچے، اور بوڑھے آدمی کے لئے رمئ جمرات کے لئے کسی کو اپنا نائب/ وکیل بنانا جائز ہوگا[۱]۔

---

[۱]: نائب بننے والا شخص سب سے پہلے تو اپنی کنکریاں مارلے گا، پھر اسی

فائدہ:

حج کے چار ارکان ہیں: احرام، عرفات میں ٹہرنا، طواف کرنا اور سعی کرنا۔

حج کے سات واجبات ہیں: میقات سے احرام باندھنا، میدانِ عرفات میں سورج ڈوبنے تک ٹہرنا، مزدلفہ میں رات گذارنا، ایامِ تشریق کی تین راتیں منی میں گذارنا، شیطان کو کنکریاں مارنا، بال منڈوانا یا چھوٹے کروانا، اور طوافِ وداع کرنا۔ جو کوئی شخص حج کے ارکان میں سے ایک رکن بھی چھوڑدے، تو اس کا حج اس رکن کی ادائیگی ہی سے مکمل ہوگا۔ اور جو کوئی کوئی واجب چھوڑدے، تو اس کے بدلے اس شخص پر ایک فدیہ کا جانور ذبح کرنا واجب ہوگا، جس کو وہ مکہ مکرمہ میں ذبح کرے گا، حرمِ مکی کے غریبوں کے درمیان اس کو تقسیم کرے گا، اور خود اس جانور کا ایک ٹکڑا بھی نہیں کھائے گا۔ ۔ ۔

۹ – **طوافِ وداع:**

جب حاجی اپنے اعمال سے فارغ ہوجائے، اور اپنے وطن واپس لوٹنا چاہے، تو اس کے لئے کعبۃ اللہ کا طواف [مکمل

وقت اور اسی مقام پر کھڑے ہوئے اپنے کسی بھائی کی طرف سے کنکریاں مارے گا، کیونکہ یہاں بار بار آنا مشقت کا باعث ہوتا ہے۔

سات چکّروں کے ساتھ] کرنے سے پہلے سفر کرنا جائز نہیں ہوگا، اس طواف کے بعد سعی نہیں کی جائے گے۔ اگر کسی نے طوافِ افاضہ کرنے میں تاخیر کردی ہو، اور اپنے وطن واپس لوٹنے سے پہلے طوافِ افاضہ کرلیا ہو، تو اس کا یہ طواف طوافِ وداع کے لئے کافی ہوجائے گا۔ حیض اور نفاس والی عورت کے حق میں طوافِ وداع معاف ہوجاتا ہے، لہذا یہ عورتیں طوافِ وداع کئے بغیر ہی سفر کرلیں گی۔

اعمال حج کے دوران حاجیوں کی جانب سے کی جانے والی غلطیوں پر اہم وضاحتیں:

ان غلطیوں میں سے بعض کا تعلق عقیدے سے ہے، بعض کا تعلق حج کے عملی احکام سے ہے۔ عقیدے سے تعلق رکھنے والی غلطیاں یہ ہیں کہ بعض حاجی صاحبان، چاہے مکہ مکرمہ میں ہو یا مدینہ منورہ میں، قبروں کے پاس جایا کرتے ہیں۔ قبروں کی زیارت سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ ان قبروں میں مدفون لوگوں کو اپنی دعاوں میں وسیلہ بنائیں، ان کی قبروں سے برکت حاصل کریں، یا اللہ تعالی سے ان کے صدقے میں دعائیں کریں، یا اس جیسے دیگر بہت سے اعمال ہیں، جو شرک یا بدعت میں شمار ہیں، اور زیارتِ قبور سے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے؛ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ عبرت حاصل کرنے، آخرت کو یاد کرنے، اور مسلمان اموات کے لئے دعاء رحمت و مغفرت کرنے کے لئے قبروں کی زیارت کی جائے، اور یہ بھی سنت میں شمار ہے کہ قبروں کی زیارت کے لئے سفر کی نوبت نہ آئے، اور صرف مرد حضرات زیارت کریں، نہ کہ عورتیں، جیساکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے تمہیں قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا، لیکن سن لو کہ تم قبروں کی زیارت کیا کرو، کیونکہ اس سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے"۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم کی اس حدیث میں مخاطب خصوصی طور پر مرد حضرات ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی

ہے ۔ ۔ ۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب قبروں کی زیارت کرتے، تو ان قبر والوں کے لئے رحمت اور مغفرت کی دعائیں کرتے۔ یہ قبروں کی زیارت کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا ۔ ۔ ۔ قبروں کی زیارت زائر کے لئے نصیحت اور عبرت کا باعث بنے ۔ ۔ ۔ اور قبر والوں کے لئے رحمت اور مغفرت کی دعائیں ہوں[1]۔

قبروں کے پاس دعاء کرنے کے لئے، یا قبر والوں کو وسیلہ سمجھتے ہوئے ان سے برکت حاصل کرنے، یا ان سے سفارش طلب کرنے کے لئے جانا نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے، اور پھر یہ عمل یا تو شرک میں شمار ہے، یا شرک کا ایک ذریعہ ہے، جو حج کے اعمال اور اس کے مقاصد کے مکمل طور پر خلاف ہے۔

بعض حاجی صاحبان مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں مَن گھڑت قبروں کی زیارت کے لئے جانے میں اپنا پیسہ و وقت برباد کرتے ہیں، اور اپنے جسم کو تھکاتے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں غارِ حراء اور غارِ ثور جایا کرتے ہیں، جبکہ ان دونوں غاروں کی زیارت سنت میں شمار نہیں ہے۔ اور مدینہ منورہ میں سات مساجد، مسجدِ قبلتین، اور اور بعض متعین مقامات پر نماز پڑھنے، دعاء کرنے اور ان سے برکت حاصل کرنے کے لئے جایا کرتے ہیں۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ان مقامات کی

---

[1]: بشرطیکہ وہ مسلمان کی قبر ہو۔

زیارت کرنا، اور یہاں عبادت کرنا دینِ اسلام میں گھڑی ہوئی نئی بدعات ہیں۔ یاد رہے کہ زمین پر تین مسجدوں کے علاوہ کوئی اور مسجد نہیں ہے جن کی زیارت کی جاسکتی ہو: "ایک مسجدِ حرام، دوسری مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، اور تیسری مسجدِ اقصی"۔ اور مسجدِ قباء کی زیارت اس شخص کے حق میں سنت ہے جو مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہو۔ دینِ اسلام کے اصولوں کے مطابق مکہ مکرمہ میں، نہ مدینہ منورہ میں، اور نہ کسی اور مقام پر کوئی غار یا ایسے مقامات ہیں، جس کی زیارت کی جائے[1]۔ اس لئے کہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ یقینا حاجی یہاں اللہ تعالی سے اجر اور ثواب مانگنے کے لئے آیا ہے، لہذا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں پر ہی اکتفاء کرے۔ اگر حاجی نے مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھنے کے لئے اپنے اوقات کی بچت کرے، اور اللہ کی راہ میں غریبوں کے درمیان تقسیم کرنے کے لئے اپنے مال کی بچت کرے، تو ضرور اس کو اجر و ثواب ملے گا۔ لیکن اگر وہ ان وسائل کو بدعات و خرافات میں برباد کرے، تو اس کو گناہ اور سزا کے کچھ نہیں ملنے والا ہے۔ لہذا حاجی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ان چیزوں سے آگاہ رہے، اور جاہلوں اور بدعت کے شکار لوگوں کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھائے، یا اسی طرح ان چیزوں سے بھی دھوکہ نہ کھائے، جو مناسکِ حج کے درمیان ان بدعات کو بڑھاوا دینے کے لئے بعض کتابوں میں لکھا گیا ہے۔ حاجی کے لئے یہ ضروری ہے

---

[1]: سوائے سنت طریقے کے مطابق قبروں کی زیارت کے۔

کہ وہ معتبر اور قابلِ بھروسہ ایسی کتابوں میں مناسکِ حج کا مطالعہ کرے، جو قرآن و حدیث کی روشنی میں لکھی گئی ہیں، تاکہ اس کا عقیدہ بھی سلامت رہے،

اور اس کا حج بھی درست ہو، اور ساتھ ساتھ جو بھی مسئلہ سمجھ میں نہ آئے، اس کے بارے میں علماء سے دریافت کرلے۔

اعمال حج سے تعلق رکھنے والی غلطیاں: ان میں سے بعض یہ ہیں:

سب سے پہلے: احرام سے تعلق رکھنے والی غلطیاں:

۱) فضائی سفر کے ذریعے آنے والے بعض حاجی صاحبان جدہ ہوائی اڈے پر اترنے تک احرام باندھنے کا انتظار کرتے ہیں، پھر جدہ ہوائی اڈے سے یا مکہ کے قریب والے علاقوں سے احرام باندھتے ہیں، جبکہ وہ لوگ اپنے راستے ہی کے دوران میقات پار کرچکے ہوتے ہیں، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات کے مقامات کے بارے میں فرمایا ہے کہ: "یہ مقامات ان علاقوں کے باشندوں کے لئے، اور ان لوگوں کے لئے میقات ہیں، جو ان علاقوں کے باشندے نہیں ہیں"۔ لہذا جو شخص ان میقات کے مقامات سے گذرے، یا فضائی یا خشکی کے سفر کے دوران ان کے اوپر سے یا برابر والے علاقوں سے گذرے، اور وہ حج یا عمرہ کی نیت رکھتا ہو، تو اس کے لئے میقات سے احرام باندھنا واجب ہے[۱]۔ اگر کسی نے میقات کا مقام پار کردیا، اور اس کے بعد احرام باندھ لیا، تو وہ شخص گنہگار ہوگا، اور حج کے واجبات میں سے ایک

---

[۱]: یا ان کے برابر والے علاقوں سے۔

واجب کا چھوڑنے والا شمار ہوگا، اور وہ اس کمی کی تلافی ایک جانور ذبح کرتے ہوئے کریگا۔ یاد رکھیں کہ جدہ وہاں کے مقامی باشندوں کے علاوہ دیگر لوگوں کے لئے، اور اس شخص کے لئے میقات نہیں ہے، جس نے جدہ ہی سے حج یا عمرے کی نیت ہو۔

۲) بعض حاجی صاحبان جب احرام باندھ لیتے ہیں، تو وہ یادگار کے طور پر خود کی تصویر لینے لگتے ہیں، اس تصویر کو حفاظت سے رکھتے ہیں، اور اپنے دوستوں اور رشتے داروں کو یہ تصویر بتاتے ہیں۔ ان حاجی صاحبان کا یہ عمل دو وجہ سے غلط ہے:

پہلی وجہ: تصویر کشی خود حرام اور گناہ ہے، اس لئے کہ تصویر کشی کے حرام ہونے سے متعلق بہت ساری احادیث آئی ہیں، اور اس پر وعید بھی آئی ہے، اور حاجی فریضہ حج کی عبادت میں لگا ہوا ہے، لہذا اس کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنی عبادت کی گناہ سے شروعات کرے۔

دوسری وجہ: تصویر کشی کا یہ عمل ریاء اور دکھلاوے میں شمار ہوتا ہے، اس لئے کہ حاجی جب یہ چاہے کہ لوگ حالتِ احرام میں اس کی تصویر دیکھیں، تو ظاہر بات ہے یہ ریاء ہی ہوگا، اور ریاء سے اچھے اعمال برباد ہوجاتے ہیں۔ ریاء شرکِ اصغر ہے، اور منافقوں کی علامت ہے۔

۳) بعض حاجی صاحبان کا یہ گمان ہے کہ انسان جب احرام باندھنے کا ارادہ کرے، تو سب سے پہلے وہ اپنی ضرورت کی چیزیں، جیسے چپل، پیسے، اور دیگر ضرورت کی ساری چیزیں پاس رکھ لے، اور جو چیزیں وہ احرام باندھنے کے وقت اپنے پاس نہیں رکھا ہے، ان چیزوں کا استعمال کرنا اس کے لئے جائز نہیں ہوگا۔ یہ گمان غلط اور نادانی کی علامت ہے۔ کیونکہ حاجی کے لئے اپنی ضرورت کی ساری چیزوں کو احرام کے وقت اپنے پاس رکھنا ضروری نہیں ہے، اور نہ اس کے لئے ان چیزوں کا استعمال حرام ہے، جو اس نے احرام کے وقت اپنے پاس نہیں رکھا تھا، بلکہ حاجی اپنی ضرورت کی چیزیں خرید سکتا ہے، ضرورت کی چیزیں استعمال کرسکتا ہے، احرام کا کپڑا بدل سکتا ہے، اپنا چپل بدل سکتا ہے، اور وہ صرف حالتِ احرام میں ممنوع مشہور چیزوں سے پرہیز کرے۔

۴) بعض مرد حضرات جب احرام باندھتے ہیں، تو اکڑ کر چلنے کی حالت کی طرح اپنے کندھے کھلے رکھتے ہیں۔ ان کا یہ عمل مسنون نہیں ہے، ہاں صرف طواف [طوافِ قدوم یا طوافِ عمرہ] کے دوارن یہ عمل مسنون ہے، اس کے علاوہ باقی ساری حالتوں میں چادر سے اپنے کندھوں کو چھپائے رکھنا چاہئے۔

۵) بعض عورتوں کا یہ گمان ہے کہ احرام کے لئے کسی خاص رنگ، جیسے مثال کے طور پر ہرے رنگ کا کپڑا استعمال ہوتا ہے۔ ان کا یہ گمان غلط ہے، اس لئے کہ عورت کے احرام کے کپڑے کے لئے کوئی خصوصی

رنگ متعین نہیں ہے، بلکہ وہ تو اپنے روز مرہ کے کپڑے پہنے گی۔ البتہ ہاں عورت کے لئے زیب و زینت، یا تنگ یا ہلکے کپڑے [ٹرانسپرنٹ] پہننا نہ حالتِ احرام میں جائز ہے، اور نہ دیگر حالات میں۔

۶) بعض عورتیں جب احرام باندھ لیتی ہیں، تو اپنے سروں پر پگڑی جیسی یا کوئی بلند چیز رکھتی ہیں، تاکہ اس سے چہرہ ڈھکا رہے، اور چادر چہرے سے الگ رہے۔ ان کا یہ عمل بھی غلط اور ایسا تکلف [بناوٹ] ہے، جس کی نہ کوئی ضرورت ہے، اور نہ اس کی کوئی دلیل ہے؛ اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آیا ہے کہ عورتیں حالتِ احرام میں اجنبی مردوں سے اپنا چہرہ چھپایا کرتی تھیں۔ اس حدیث میں حضرت عائشہ نے سر پر پگڑی یا کوئی اور بلند چیز رکھنے کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے۔ یاد رکھیں کہ اوڑھنی اگر چہرے سے لگ بھی جائے، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۷) بعض عورتیں جب میقات سے گذرتی ہیں، اور ان کا حج یا عمرہ کرنے کا ارادہ ہوتا ہے، اور انہیں ماہواری شروع ہوجاتی ہے، تو کبھی کبھی یہ عورتیں احرام نہیں باندھتی ہیں۔ خود ان عورتوں کا یا ان کے سرپرستوں کا یہ گمان ہوتا ہے کہ احرام کے لئے حیض سے پاک ہونا شرط ہے۔ پھر یہ عورتیں احرام کے بغیر ہی میقات پار کرلیتی ہیں۔ ان کا یہ عمل سراسر غلط ہے، اس لئے کہ حیض کا خون احرام کے لئے رکاوٹ نہیں ہے۔ حیض والی عورت وہ

سارے اعمال ادا کرے گی، جو ایک عام حاجی کرتا ہے، سوائے اس کے کہ وہ حالتِ حیض میں کعبۃ اللہ کا طواف نہیں کرے گی، بلکہ اس کو اپنے پاک ہونے تک موخر کرے گی، جیساکہ احادیث میں اس کی وضاحت آئی ہے۔ جب کوئی عورت احرام باندھنے میں تاخیر کرے، اور احرام کے بغیر ہی مقامِ میقات پار کرلے، تو ایسی صورت میں اگر وہ واپس مقامِ میقات پہنچکر احرام باندھ لیتی ہے، تو پھر اس پر کوئی فدیہ وغیرہ واجب نہیں ہوگا، اور اگر اس نے مقامِ میقات پار ہونے کے بعد احرام باندھا ہے، تو ایک واجب چھوڑنے کی وجہ سے اس پر فدیہ واجب ہوگا۔

دوسرا: طواف سے تعلق رکھنے والی غلطیاں:

۱) بہت سارے حاجی صاحبان طواف کے دوارن کچھ مخصوص دعائیں پڑھتے ہیں، [جنہیں وہ کسی کتاب میں دیکھکر یاد کرتے ہیں]، کبھی کبھی تو بعض وفود کے معلم حضرات انہیں پڑھاتے ہیں، اور یہ ان معلمین کے ساتھ ملکر اکٹھا اس کو پڑھتے ہیں۔ ان کا یہ عمل دو وجہ سے غلط ہے:

پہلی وجہ: حاجی نے عبادت کے اس مقام پر ایسی دعاء کو لازم و ضروری سمجھ لیا، جس کے ضروری ہونے کے سلسلے میں کوئی ثبوت ہی منقول نہیں ہوا ہے، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طواف کے دوران کوئی خاص دعاء نقل نہیں کی گئی ہے۔

دوسری وجہ: اجتماعی دعاء پڑھنا ایک بدعت ہے، جس سے دیگر طواف کرنے والوں کو الجھن ہوتی ہے۔ اور سنت یہ ہے کہ ہر شخص اپنے اپنے لئے دعاء کرے، اور اپنی آواز بلند نہ کرے۔

٢) بعض حاجی حضرات "رکنِ یمانی" کا بوسہ لیتے ہیں۔ ان کا یہ عمل غلط ہے، اس لئے کہ "رکنِ یمانی" کو صرف ہاتھ سے چھویا جائے، اس کا بوسہ نہ لیا جائے۔ بوسہ تو حجرِ اسود کا لیا جاتا ہے، حجرِ اسود کو اگر ہوسکے تو چھوئے اور بوسہ بھی لے، یا اگر بھیڑ کی وجہ سے ممکن نہ ہو، تو صرف دور ہی سے اس کی طرف اشارہ کرے۔ اس کے علاوہ حج کے باقی دیگر ارکان کو نہ چھویا جائے، اور نہ اس کا بوسہ لیا جائے۔

٣) بعض لوگ حجرِ اسود کو چھونے، اور اس کا بوسہ لینے کے لئے ایک دوسرے سے بھڑ جاتے ہیں۔ ان کا یہ عمل جائز نہیں ہے اس لئے کہ بھیڑ بھاڑ میں بہت زیادہ پریشانی، اور خود انسان کے لئے یہ خطرے کی گھنٹی ہے، اس کے علاوہ بھیڑ کی وجہ سے مردوں اور عورتوں کا ٹکراو بھی یقینی ہے۔ مسنون یہ ہے کہ ممکن ہو تو حجرِ اسود کو چھویا جائے، اور اس کا بوسہ لیا جائے۔ اگر نا ممکن ہو، تو دور ہی سے اس کی طرف اشارہ کردے، نہ ایک دوسرے سے بِھڑے، نہ کسی کے لئے خطرے کا ذریعے بنے، اور نہ برائیوں کا دروازہ کھولے۔ یاد رکھیں کہ ساری عبادتوں کی بنیاد آسانی اور سہولت پر رکھی گئی

ہے۔ خصوصی طور پر ایسے وقت میں جبکہ حجرِ اسود کے چھونے اور بوسہ دینے کے عمل کو ممکن ہونے کی صورت میں صرف مستحب کہا گیا ہے . . . اگر ممکن نہ ہو تو صرف اس کی طرف اشارہ کرنا ہی کافی ہے، کیونکہ بھِیڑ بھاڑ اکٹھا کرنے سے حرام کاموں کے ہونے کا امکان ہے، اور ایک سنت کی ادائیگی کے لئے کیا حرام کام انجام دیا جاسکتا ہے؟

تیسرا : حج یا عمرہ میں سر کے بال چھوٹے کروانے سے تعلق رکھنے والی غلطیاں:

بعض حاجی صاحبان اپنے سر کے کچھ بال کٹونے پر اکتفاء کرلیتے ہیں۔ ان کا یہ عمل ناکافی ہے، اور اس سے عبادت کی ادائیگی بھی ہوگی؛ کیونکہ مقصود یہ ہے کہ سارے سر کے بال چھوٹے کروائے جائیں، اس لئے کہ بال کٹوانے کا حکم سر منڈوانے کے برابر ہے، اور سر کے سارے بال منڈوائے جاتے ہیں، لہذا سارے بال ہی کٹوائے بھی جائیں گے، قرآن کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: **"محلقين رؤوسكم و مقصرين لا تخافون"**۔ جو شخص اپنے سر کچھ بال کٹّواتے ہیں، ان کے بارے میں یہ نہیں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے سر کے بال کٹوائے ہیں، بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے سر کے کچھ بال کٹوایا ہے۔

چوتھا: میدانِ عرفات میں قیام سے تعلق رکھنے والی غلطیاں:

۱) بعض حاجی صاحبان قیام کی جگہ سے متعلق یقینی جانکاری حاصل نہیں کرتے ہیں، اور نہ ان رہبری کے لئے لگائی جانے والے بورڈوں کو دیکھتے ہیں، جن پر عرفات کے حدود کی وضاحت کی گئی ہوتی ہے، اور پھر وہ میدانِ عرفات کے باہر ہی قیام کرلیتے ہیں۔ ایسا شخص اگر اپنے اسی مقام پر مستقل طور قیام کرلیا ہے، اور وہ اپنے قیام کے دوران بالکل ہی میدانِ عرفات کے اندر نہیں گیا ہے، تو اس کا حج درست نہیں ہوگا۔ لہذا حاجیوں کے لئے ان چیزوں کی طرف توجہ دینا ضروری ہے، اور اس بات کی یقینی جانکاری بھی حاصل کرلیں کہ میدانِ عرفات کے حدود کیا ہیں، تاکہ وہ وقوفِ عرفہ کے دن ان حدود کے اندر قیام کرپائے۔

۲) بعض حاجیوں کا خیال ہے کہ میدانِ عرفات میں قیام کے دوران جبلِ رحمت نامی پہاڑ کو دیکھنا، یا اس کی طرف جانا اور اس پر چڑھنا ضروری ہے۔ اس کے لئے لوگ بے حساب مشقتیں برداشت کرتے ہیں، اور سا پہاڑ پر چڑھنے کے لئے اپنے آپ کو خطروں میں جھونکتے ہیں۔ یہ سب کام حاجیوں سے مطلوب ہی نہیں ہیں، بلکہ ان سے مطلوب تو یہ ہے کہ وہ میدانِ عرفات میں کسی بھی مقام پر قیام کرلیں، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "میدانِ عرفات پورے کا پورا قیامگاہ ہے، بس تم "عرنۃ" نامی وادی سے پَرِے رہو"، چاہے یہ لوگ جبلِ رحمت

دیکھیں یہ نہ دیکھیں۔ [اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا]۔ بعض لوگ دعاء کے دوران جبلِ رحمت کا رُخ کرتے ہیں، جبکہ کعبۃ اللہ کا رُخ کرنا مسنون ہے[1]۔

۳) بعض حاجی صاحبان سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے ہی میدانِ عرفات سے نکل جاتے ہیں، اور اپنی رہائشوں کی طرف لوٹنے لگتے ہیں۔ ان کا یہ عمل جائز نہیں ہے، اس لئے کہ یہاں سے واپسی کا وقت سورج کے ڈوبنے کے ساتھ متعین کردیا گیا ہے، اور جو شخص سورج ڈوبنے سے پہلے یہاں سے نکلے، اور دوبارہ یہاں نہ لوٹے، تو یقینی طور پر حج کے واجبات میں سے ایک واجب اس سے چھوٹ گیا ہے، اور اس پر اللہ تعالی کے دربار میں توبہ کے ساتھ ساتھ ایک جانور ذبح کرنا واجب ہوگا، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈوبنے تک میدانِ عرفات میں ٹہرے رہے، اور یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: " تم اپنی عبادتیں مجھ سے سیکھو"۔

پانچواں: مزدلفہ سے تعلق رکھنے والی غلطیاں:

جب بھی حاجی مزدلفہ پہنچے، تو اس سے مطلوب یہ ہے کہ وہ مغرب اور عشاء کی نماز اکٹھا کرتے ہوئے پڑھ لے، یہیں رات گذارے، فجر کی نماز پڑھے، اور سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے تک دعاوں میں مشغول رہے، پھر منی کی طرف نکل پڑے۔ معذور لوگ، خصوصی طور پر عورتیں، بڑی

---

[1]: اور پہاڑ قبلہ نہیں ہے۔

عمر والے، بچے، اور جو ان معذوروں کی دیکھ بھالی کرتا ہو، ان لوگوں کے لئے آدھی رات کے بعد مزدلفہ چھوڑنا جائز ہے۔ لیکن یہاں یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ بعض حاجیوں سے یہ غلطی ہوجاتی ہے کہ وہ مزدلفہ کے حدود کی جانکاری حاصل کئے بغیر مزدلفہ سے باہر ہی رات گذارتے ہیں، اور دیگر بعض حضرات آدھی رات سے پہلے پہلے ہی یہاں سے نکل جاتے ہیں، اور یہاں رات نہیں گذارتے ہیں۔ یاد رکھیں جو مزدلفہ میں بلا عذر رات نہ گذارے، یقیناً حج کے واجبات میں سے ایک واجب اس کا چھوٹ گیا ہے، لہذا توبہ و استغفار کے ساتھ ساتھ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے وہ ایک جانور ذبح کرے۔

چھٹا: رمئ جمرات سے تعلق رکھنے والی غلطیاں:

حج کے واجبات میں سے ایک واجب رمئ جمرات ہے، وہ یہ ہے کہ حاجی عید کے دن "جمرہ عقبی" کو کنکری مارے۔ عید کے دن آدھی رات کے بعد بھی جمرہ عقبی کو کنکری مارنا جائز ہے۔ اور تینوں جمرات کو ایامِ تشریق کے دوران سورج کے زوال کے بعد کنکری مارے۔ لیکن اس عبادت کو لیکر بعض حاجی صاحبان سے کچھ غلطیاں ہوجاتی ہیں، جس کی وضاحت نیچے کی جارہی ہے:

۱) بعض لوگ تو وہ ہوتے ہیں جو کنکری مارنے کے وقت کے علاوہ دیگر اوقات میں کنکری مارتے ہیں، مثال کے طور پر عید کی رات میں آدھی رات سے پہلے پہلے

"جمرہ عقبی" کو کنکریاں مارتے ہیں۔ یا تینوں جمرات کو ایام تشریق کے دوارن سورج کے زوال سے پہلے کنکریاں مارتے ہیں۔ ان کی یہ رمی ناکافی ہوگی، اس لئے کہ انہوں نے متعینہ وقت میں رمی نہیں کی ہے۔ اس کی مثال بالکل اسی طرح ہے کہ کوئی شخص نماز کا وقت شروع ہونے سے پہلے نماز پڑھ لے۔

۲) بعض لوگ جمرات کی ترتیب میں گڑبڑ کردیتے ہیں: پہلے "جمرہ وسطی یا "جمرۃ اخیرہ" کی رمی کرتے ہیں، جبکہ واجب یہ ہے کہ "جمرہ صغری" سے رمی شروع کی جائے، اس کے بعد "جمرہ وسطی" پھر اس کے بعد "جمرہ کبری" کی رمی کی جائے، اور یہی آخری رمی ہوگی۔

۳) بعض لوگ رمی کے صحیح مقام یعنی اس کے لئے بنائے گئے حوض میں رمی نہیں کرتے ہیں، اور دور سے کنکر مارتے ہیں، جو اس حوض میں نہیں گرتا ہے، یا پھر ستون پر نشانہ مارتے ہیں، جو اس کو لگ کر باہر چلا جاتا ہے، اور حوض میں نہیں گرتا ہے۔ اس طرح کنکری مارنا درست نہیں ہوگا؛ اس لئے کہ کنکر حوض میں نہیں گرا ہے، اور لوگوں کے اس طرح کرنے کی وجہ یہ ہے کہ لوگ یا تو اس سے ناواقف ہیں، یا جلدی میں ہوتے ہیں، یا پھر اس سے لاپرواہی برتتے ہیں۔

۴) بعض لوگ ایامِ تشریق کے پہلے دن ہی آخری دنوں کی رمی بھی کرلیتے ہیں، پھر حج پورا ہونے سے پہلے ہی اپنے وطن واپس لوٹ جاتے ہیں۔ اور بعض لوگ پہلے دن رمی کرنے کے بعد باقی دنوں کی رمی کرنے کے لئے

کسی کو اپنا نائب/ وکیل بنالیتے ہیں، اور اپنے وطن چلے جاتے ہیں۔ ان کا یہ عمل حج کے اعمال کے ساتھ کھلواڑ اور شیطانی غرور ہے۔ جبکہ یہی حاجی ہے، جس نے دشواریاں برداشت کیا، اور فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے اپنا مال خرچ کیا، اور جب حج کے کچھ اعمال باقی رہ گئے ہیں، تو شیطان نے اس کو اپنے پھانسے میں لے لیا، اور اس کی عبادت میں خلل پیدا کردیا، اور یہ حاجی حج کے واجبات میں سے کئی واجب چھوڑنے پر راضی ہوگیا۔ یعنی اس نے باقی جمرات کی رمی چھوڑدی، ایامِ تشریق کی راتیں منی میں نہیں گذاری، اور طوافِ وداع کو اپنے وقت پر ادا نہیں کیا، کیونکہ طوافِ وداع کا وقت حج کے ایام اور حج کے اعمال ختم ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ ایسا شخص اگر سرِے سے حج ہی نہ کرے، دشواریوں سے اپنے آپ کو بچالے، اور اپنا مال خرچ ہی نہ کرے، تو زیادہ بہتر ہوتا؛ اس لئے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: **"و أتموا الحج و العمرة لله"**[١]۔ حج اور عمرے کو مکمل کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو شخص حج یا عمرے کے لئے احرام باندھا ہو، تو وہ مسنون طریقے سے سارے اعمال مکمل کرے، اور صرف اللہ تعالی کی رضامندی کا طالب رہے۔

٥) بعض حاجی صاحبان قرآن کریم کی آیت: **"فمن تعجل في يومين فلا إثم عليه و من تأخر فلا إثم عليه"**[٢] میں جس جلدی

---

[١]: البقرة: ١٩٦.
[٢]: البقرة: ٢٠٣.

کرنے کا ذکر کیا گیا ہے، اس کا مطلب سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں۔

لوگ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ آیتِ کریمہ میں دو دنوں سے مراد: ایک عید کا دن اور ایک اس کے بعد والا دن، یعنی گیارہ ذی الحجہ کا دن ہے۔ اسی گمان سے وہ لوگ گیارھویں تاریخ کو واپس ہونے لگتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ میں جلدی کررہا ہوں۔ ان کا یہ عمل کھلے طور پر غلط ہے، اس کی وجہ ناواقفیت ہے؛ کیونکہ آیتِ کریمہ میں دو دنوں سے مراد عید کے بعد والے دو دن ہیں، او وہ گیارہوں اور بارہویں تاریخ ہے۔ جو حاجی جلدی کرتے ہوئے بارہویں تاریخ کے دن سورج کے زوال ہوتے ہی کنکریاں مارنے کے بعد نکل پڑے، تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے، اور جو شخص تیرہویں تاریخ تک ٹھہرا رہے، اور اس دن سورج کے زوال کے بعد کنکریاں مارے، اور پھر سفر کی تیاری کرے، تو یہ زیادہ افضل اور زیادہ کامل ہے۔

ساتواں: مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے تعلق رکھنے والی غلطیاں:

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت صحیح احادیث کی روشنی سنت ہے، جیساکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کے لئے سفر نہ کیا جائے، ایک مسجدِ حرام، دوسری میری یہ مسجد، اور تیسری مسجدِ اقصی"۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجدِ نبوی میں پڑھی جانے

والے نماز مسجدِ حرام کو چھوڑکر دیگر مساجد میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے افضل ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور اس کے لئے سفر کرنا سنت ہے، لیکن بعض حاجی صاحبان اس مسئلے میں بہت ساری غلطیاں کر رہے ہیں، جن کی تفصیل نیچے لکھی جارہی ہے:

١) بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا تعلق حج سے ہے، یا مسجدِ نبوی کی زیارت سے حج مکمل ہوتا ہے، یا یہ حج کے اعمال میں شمار ہے۔ ان کا یہ گمان کھلی ہوئی غلطی ہے، اس لئے کہ مسجدِ نبوی کی زیارت کے لئے صحیح احادیث سے کوئی وقت متعین نہیں ہے، اور نہ سرِے سے زیارت کا حج سے کوئی تعلق ہے۔ لہذا جو شخص فریضہ حج ادا کرے، اور مسجدِ نبوی کی زیارت نہ کرے، تو بھی اس کا حج درست اور مکمل ہے۔

٢) بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت واجب ہے۔ یہ گمان بھی غلط ہے، اس لئے کہ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سنت ہے، اور اگر کسی نے اپنی زندگی میں کبھی مسجدِ نبوی کی زیارت نہ کی ہو، تو بھی اس کو کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ جو شخص اچھی نیت کے ساتھ مسجدِ نبوی کی زیارت کرے، اس کو بہت بڑا ثواب ملے گا، اور جو کبھی اس کی زیارت نہ کرے، اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

۳) بعض حاجی صاحبان مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یا ان کے قبرِ مبارک کی زیارت سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں کے اپنے اس گمان میں زیارت کو نام دینے میں غلطی ہورہی ہے، جس میں عقیدے کی غلطی کا بھی اثر ہے؛ اس لئے کہ جس زیارت کے لئے سفر جائز ہے، اس کی اصل بنیاد یہ ہے کہ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی جائے، تاکہ اس میں نماز پڑھی جائے، اس زیارت کے ضمن میں قبرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، دیگر صحابہ، اور شہداء کے قبروں کی زیارت بھی شامل ہوجاتی ہے، ایسا نہیں ہے کہ قبروں کی زیارت کے لئے مستقل طور پر سفر ہو؛ اس لئے کہ نبئ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مساجد کے علاوہ کسی بھی مقام پر عبادت کی غرض سے سفر کرنے سے منع کیا ہے، لہذا نہ انبیاء اور اولیاء کی قبروں کی زیارت کے لئے، اور نہ تین مساجد کے علاوہ کسی بھی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے سفر کیا جائے۔

اور وہ احادیث جن میں حاجی کو قبرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت پر ابھارا گیا ہے، اُن ساری احادیث میں سے ایک بھی اس قابل نہیں کہ اس کو دلیل بنایا جائے، کیونکہ یا تو وہ احادیث گھڑی ہوئی ہیں یا بے انتہاء ضعیف ہیں، جیساکہ حدیث کے اماموں نے اس کی وضاحت کی ہے، لیکن جو شخص مسجدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرے، تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ مسجدِ نبوی کی زیارت، اور زیارتِ قبور کے عمومی جواز کے

ضمن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر، اور دیگر لوگوں کی قبروں کی بھی زیارت کرلے، لیکن زیارت کے لئے شرط یہ ہوگی کہ وہ شرعی ہو، جس میں صرف مسلمان اموات پر سلام بھیجا جائے، اور ان کے لئے دعاءِ رحمت و مغفرت کی جائے۔ زیارت میں اللہ تعالی کو چھوڑکر ان قبر والوں سے مدد طلب کرنا، اور اپنی ضروریات مانگنا شرکیہ زیارت ہوگی، نہ کہ شرعی زیارت۔

۴) مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے والوں سے ہونے والی غلطیوں میں یہ بھی ہے کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مسجدِ نبوی میں متعین تعداد، جیسے مثال کے طور پر چالیس رکعت نماز پڑھنا ضروری ہے۔ یہ گمان بالکل غلط ہے؛ اس لئے کہ مسجدِ نبوی کی زیارت کرنے والے کے حق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رکعتوں کا کوئی تعین صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہے۔ اور وہ حدیث جس میں چالیس رکعتوں کا تعین نقل کیا گیا ہے، وہ حدیث درست نہیں ہے، اور نہ اس کو ثبوت کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔ لہذا مسجدِ نبوی میں رکعتوں کی تعداد کا تعین کئے بغیر آسانی کے ساتھ جتنی نمازیں پڑھنا ممکن ہو، پڑھی جائیں۔

۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کرنے والے بعض لوگوں کی غلطی یہ ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس کھڑے ہوکر بلند آواز سے دعائیں کرتے ہیں، اور ان کا یہ گمان ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کی قبر کے پاس دعاء کرنا ایک خصوصی اہمیت رکھتا ہے، اور اس طرح دعاء کرنا جائز بھی ہے۔ ان کا یہ عمل سراسر غلط ہے؛ اس لئے کہ قبروں کے پاس دعاء کرنا جائز نہیں ہے، چاہے دعاء کرنے والا اللہ تعالی ہی سے کیوں نہ مانگ رہا ہو، کیونکہ یہ بدعت ہے، اور شرک کا وسیلہ ہے۔ اور ہمارے اسلاف جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس درود و سلام کے لئے پہنچتے، تو کبھی ان لوگوں نے دعاء نہیں کی، بلکہ یہ لوگ تو صرف آپ سلام بھیجتے اور واپس لوٹ جاتے۔ اور جو شخص اللہ تعالی سے مانگنا چاہے، تو وہ قبلہ رُخ ہوجائے، اور مسجد میں بیٹھکر دعاء کرے، نہ کہ قبر کے پاس، اور نہ قبر کی طرف رُخ کرتے ہوئے؛ اس لئے کہ دعاء کے لئے قبلہ کعبۃ اللہ ہے۔ آپ قارئین اس طرف خصوصی توجہ دیں۔

۶) مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے والوں سے ایک بڑی غلطی یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ لوگ مدینہ منورہ میں مختلف مقامات اور مختلف مساجد کی زیارت کے لئے جایا کرتے ہیں، جبکہ اس طرح کی زیارتیں کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ یہ تو حرام بدعت میں شمار ہے، جیساکہ مسجدِ غمامۃ، مسجدِ قبلتین، اور سات مساجد وغیرہ دیگر مقامات ہیں، ان کے بارے میں عام لوگ اور بعض ناواقف لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ زیارتیں مسنون ہیں، ان کا یہ گمان ان سے ہونے والی غلطی سے بھی بڑا ہے، کیونکہ مدینہ منورہ میں مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجدِ قباء میں نماز کی غرض سے زیارت کرنے کے

علاوہ کسی بھی مسجد کی زیارت مسنون نہیں ہے۔ ان دو مسجدوں کے علاوہ مدینہ منورہ کی ساری مساجد زمین پر بنی ہوئی عام مساجد کی طرح ہیں، ان کی کوئی خصوصیت یا خوبی نہیں ہے، اور نہ ان کی زیارت کرنا جائز ہے۔ لہذا مسلمانوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ان چیزوں کی طرف خصوصی توجہ دیں، اپنا وقت اور اپنا مال ایسی چیزوں میں خرچ نہ کریں، جو انہیں اللہ تعالی سے اور اس کی رحمت سے دور کرتی ہیں؛ اس لئے کہ جو کوئی شخص ایسی عبادت کرے، جس کو نہ اللہ تعالی نے اور نہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز قرار دیا ہے، تو اس کی یہ عبادت نا قابلِ قبول ہے، اور ایسا شخص اپنی اس عبادت کے ذریعے [ثواب کمانے کے بجائے الٹا] گھنگار ہوگا؛ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "جو شخص ہمارے بتائے ہوئے اعمال سے ہٹ کر کوئی عمل کرے، تو اس کا یہ عمل قبول نہیں کیا جائے گا"۔ اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ، اور نہ آپ کے حکم سے ثابت ہونے والی ایک بھی ایسی دلیل ہے، جس سے مساجدِ سبعۃ اور مسجدِ قبلتین کی زیارت کا ثبوت ملتا ہو، بلکہ یہ تو ابھی نئی گھڑی ہوئی بدعت ہے۔ ہم اللہ تعالی سے دعاء گو ہیں کہ وہ ہمیں حق کو حق سمجھنے، اور اس پر چلنے کی توفیق دے۔ اور ہمیں باطل کو باطل سمجھنے اور اس سے بچنے کی توفیق سے نوازے . . . والحمد لله رب العالمين، و صلى الله على سيدنا محمد و آله و صحبه أجمعين. . .